قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

سوموار 08 مارچ 2021ء | 23 رجب 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:57

ارشاد باری تعالیٰ

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَا o قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا o وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا o

(الشّمس ۹۔ ۱۱)

ترجمہ:۔ پس اس (اللہ) نے اس (نفس انسانی) کو اس کی بد اور نیک راہوں کا علم عطا فرما دیا ہے۔ پھر جس نے تو اس (نفس) کو پاک کیا وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے اسے (نفسانی خواہشات کے تابع) ڈال دیا، وہ ناکام اور نامراد ہو گیا۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عقلمند وہ ہے جو نفس کا محاسبہ کرے

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللّٰهِ

حضرت شداد بن اوسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے عمل کرے۔ اور بے وقوف وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنی (ناجائز) آرزوؤں کی تکمیل کا خواہش مند رہے۔

(جامع ترمذی کتاب الزھد حدیث نمبر 2459)

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

پس اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن میں کارآمد ہونا ہے۔ آپ کے مقصد کو پورا کرنے والا بننا ہے تو یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب ہم میں سے ہر ایک اپنی عملی اصلاح کی روکوں کو دُور کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ کیونکہ یہ عملی اصلاح ہی دوسروں کی توجہ ہماری طرف پھیرے گی اور نتیجۃً ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل میں ممدّ و معاون بن سکیں گے۔ پس ہمیں سوچنا چاہئے کہ اس کے حصول کے لئے ہم نے کیا کرنا ہے؟ کیونکہ ہمارے غالب آنے کا ایک بہت بڑا ہتھیار عملی اصلاح بھی ہے۔ ہماری اپنی اصلاح سے ہی ہمارے اندر وہ قوت پیدا ہو گی جس سے دوسروں کی اصلاح ہم کر سکیں گے۔ ہمارے غالب آنے کا مقصد کسی کو ماتحت کرنا اور دنیاوی مقاصد حاصل کرنا تو نہیں ہے۔ بلکہ دنیا کے دل اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا کر ڈالنا ہے۔ لیکن اگر ہمارے اور دوسروں میں کوئی فرق نہیں ہے تو دنیا کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہماری باتیں سنے۔ پس ہمیں اپنی عملی قوتوں کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے اور پھر مضبوطی کے ساتھ اس پر قائم رہنے کی ضرورت ہے۔ خود دوسروں سے مرعوب ہونے کی بجائے دنیا کو مرعوب کرنے کی ضرورت ہے آجکل جبکہ دنیا میں لوگ دنیاداری اور مادیت سے مرعوب ہو رہے ہیں ہمیں پہلے سے بڑھ کر اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ نظریں رکھتے ہوئے اپنے آپ کو دنیا کے رعب سے نکالنے کی ضرورت ہے۔ اور دنیا کو بھی ان شیطانی حالتوں سے نکالنے کی ضرورت ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے ہم بن سکیں اور دنیا کی اکثر آبادی بن سکے۔ لیکن اس کے راستے میں بہت سی روکیں ہیں۔ اس کے لئے ہم نے اپنے اندر ایسی طاقت پیدا کرنی ہے کہ ان روکوں کو دُور کر سکیں۔ ہمیں دنیا کے مقابلے کے لئے بعض قواعد تجویز کرنے ہوں گے جو ہم میں سے ہر ایک اپنے اوپر لاگو کرے اور پھر اُس کی پابندی کرے۔ اس کے لئے ہمیں اپنے نفسوں کی قربانی دینی ہو گی اور ایک

بقیہ صفحہ 9 پر

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

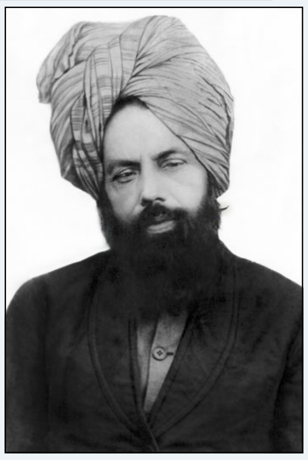

صرف لفاظی اور لسانی کام نہیں آ سکتی

’’پس یاد رکھو کہ صرف لفّاظی اور لسّانی کام نہیں آ سکتی، جب تک کہ عمل نہ ہو۔ محض باتیں عند اللہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 48۔ ایڈیشن 1988)

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا کہ مجھے سُورۃ ہُود نے بوڑھا کر دیا۔ کیونکہ اس کے حکم کے رُو سے بڑی بھاری ذمہ داری میرے سپرد ہوئی ہے۔ اپنے آپ کو سیدھا کرنا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پوری فرمانبرداری کرنا جہاں تک انسان کی اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہے، ممکن ہے کہ وہ اُس کو پورا کرے لیکن دوسروں کو ویسا ہی بنانا آسان نہیں ہے۔ اس سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان اور قوتِ قدسی کا پتہ لگتا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کی کیسی تعمیل کی۔ صحابہ کرام کی وہ پاک جماعت تیار کی کہ اُن کو کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران: 111) کہا گیا اور رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (البینۃ: 9) کی آواز اُن کو آ گئی۔ آپؐ کی زندگی میں کوئی بھی منافق مدینہ طیّبہ میں نہ رہا۔ غرض ایسی کامیابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی کہ اس کی نظیر کسی دوسرے نبی کے واقعاتِ زندگی میں نہیں ملتی۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی غرض یہ تھی کہ قیل و قال ہی تک بات نہ رکھنی چاہئے۔ کیونکہ اگر نِرے قیل و قال اور ریاکاری تک ہی بات ہو تو دوسرے لوگوں اور ہم میں پھر امتیاز کیا ہو گا اور دوسروں پر کیا شرف!۔

تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ اور اس میں ایک ایسی چمک ہو کہ دوسرے اُس کو قبول کر لیں کیونکہ جب تک اس میں چمک نہ ہو، کوئی اس کو قبول نہیں کرتا۔ کیا کوئی انسان میلی چیز پسند کر سکتا ہے؟ جب تک کپڑے میں ایک داغ بھی ہو، وہ اچھا نہیں لگتا۔ اسی طرح جب تک تمہاری اندرونی حالت میں صفائی اور چمک نہ ہو گی، کوئی خریدار نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص عمدہ چیز کو پسند کرتا ہے، اسی طرح جب تک تمہارے اخلاق اعلیٰ درجہ کے نہ ہوں، کسی مقام تک نہیں پہنچ سکو گے‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 115-116۔ ایڈیشن 1988)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- خدا تعالیٰ کا شکر اور دعا (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

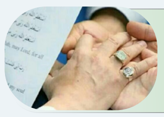

دربارِ خلافت

اچھے اخلاق سے پیش آؤ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

فرمایا کہ لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتے ہوئے سلام کو رواج دو۔ سلام کے رواج دینے کا تو مطلب ہی یہ ہے کہ ہر ایک سے محبت سے پیار سے پیش آؤ تبھی سلام کرنے کا بھی حق ادا ہوتا ہے۔ پھر یہ ہے کہ ایک تو ضرورتمندوں کو بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔ دوسرے جب تمہارے پاس جب کوئی مہمان آئے تو مہمان نوازی کے اصول کے تحت اس کی کوئی خاطر تواضع کرو۔ بعض دفعہ بعض دُور پار کے رشتہ دار یا کسی حوالے سے واقف لوگ آ جاتے ہیں یہ سمجھ کر کہ فلاں میرے عزیز کا کوئی واقف کار ہے اس سے مل لیں۔ جب ایسے لوگ آئیں تو ان سے بھی اچھے طریقے سے ملنا چاہئے، یہ نہ ہو کہ بیچارے خرچ کرکے جب آپ کے پاس پہنچیں تو بے رخی سے کہہ دو نہ تو میں آپ کو جانتا ہوں، نہ اس واقف کار کو جانتا ہوں اور السلام علیکم کیا اور گھر کا دروازہ بند کر دیا۔ اگر کوئی دھوکے باز ہو اس کا تو چہرے سے پتہ چل جاتا ہے۔ احمدی کی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے شکل پہچانی جاتی ہے کہ یہ احمدی ہے۔ اس لئے اس کا بھی خیال رکھیں اور پھر اپنے غریب رشتہ داروں سے خاص طور پر صلہ رحمی کا سلوک کرنا چاہئے۔ فرمایا کہ عبادت کے بھی اعلیٰ معیار قائم کرو کیونکہ یہ تو ہر مومن سے توقع کی جاتی ہے۔ فرض نمازوں کی طرف تو توجہ دو گے ہی، اس کی ادائیگی تو تم کرہی رہے ہوگے مہمان نوازی کے دنوں میں یہ نہ ہو کہ نمازوں کو بھی بھول جاؤ۔ پھر یہ کہ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ ان حقوق العباد کی ادائیگی کے بعد اب نیکی کے معیار اتنے بلند ہو گئے ہیں اور نمازوں کی ضرورت نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ فرمایا کہ نہیں، حقوق العباد کا تعلق حقوق اللہ سے ہے اور عبادت کے اعلیٰ معیار بھی اس وقت قائم ہوں گے جب بندوں کے حقوق بھی ادا کر رہے ہو گے۔ اس لئے دونوں آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ ایک کا دوسرے پر انحصار ہے۔ تب ہی اعلیٰ معیار قائم ہو سکتے ہیں جو ایک مومن کے لئے چاہئیں اور اگر یہ معیار قائم ہو جائیں تو فرمایا کہ تم بے فکر ہو جاؤ کیونکہ یہ معیار قائم کرکے تم بڑے امن سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے اس کی جنتوں میں داخل ہو جاؤ گے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے صحابہ رضوان اللہ علیھم کی مہمان نوازی صرف مہمانوں تک محدود نہ تھی بلکہ دشمن بھی اس سے محروم نہ تھے۔ یہاں تک کہ جنگ کے قیدیوں سے بھی یہی سلوک تھا۔ چنانچہ ایک شخص ابوعزیز بن عُمیر جو جنگ بدر میں قید ہوئے تھے بیان کرتے ہیں کہ انصار مجھے تو پکی ہوئی روٹی دیتے تھے اور خود کھجوریں وغیرہ کھا کر گزارا کر لیتے تھے اور کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ اگر ان کے پاس روٹی کا چھوٹا سا ٹکڑا بھی ہوتا تو وہ مجھے دے دیتے اور خود نہ کھاتے تھے اور اگر میں تامّل کرتا یعنی تھوڑا سا انکار کرتا تو اصرار کے ساتھ کھلاتے تھے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام حصہ اول حالات غزوۂ بدر صفحہ ۷۰۳)

تو یہ ہیں قربانی کے اعلیٰ معیار کہ جنگی قیدیوں سے بھی اتنا حسن سلوک ہو رہا ہے کہ اپنی خوراک کی قربانی دے کر قیدیوں کو کھلایا جا رہا ہے۔ تو جب غیروں کے ساتھ یہ سلوک ہو تو اپنوں سے کس قدر حسن سلوک ہونا چاہئے اور پھر وہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہیں اس بات کے کس قدر حق دار ہیں کہ ان کی مہمان نوازی میں کوئی بھی کمی نہ آئے۔ اب کچھ روایات حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ہیں۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میں 1901ء میں ہجرت کرکے قادیان آیا اور اپنی بیوی اور بچوں کو ساتھ لایا اس وقت میرے دو بچے جن کی عمر پانچ سال اور ایک سال تھی، ساتھ تھے۔ پہلے تو حضرت مسیح موعودؑ نے مجھے وہ کمرہ رہنے کے واسطے دیا جو حضورؑ کے اوپر والے مکان میں حضورؑ کے رہائشی صحن اور کوچہ بندی کے اوپر والے صحن کے درمیان تھا۔ اس میں صرف دو چھوٹی چھوٹی چارپائیاں بچھ سکتی تھیں۔ چند ماہ ہم وہاں رہے اور چونکہ ساتھ ہی کے برآمدے اور صحن میں حضرت مسیح موعودؑ مع اہل بیت رہتے تھے۔ اس واسطے حضرت مسیح موعودؑ کے بولنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ ایک شب کا ذکر ہے کہ کچھ مہمان آئے جن کے واسطے جگہ کے انتظام کے لئے حضرت ام المومنین حیران ہو رہی تھیں (یعنی ان کو بڑی گھبراہٹ تھی) کہ سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پُر ہے۔ (بہت بھرا ہوا ہے) اب ان کو کہاں ٹھہرایا جائے اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکرام ضیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بیوی صاحبہ کو پرندوں کا ایک قصہ سنایا۔ کہتے ہیں کہ کیونکہ میں ساتھ کے کمرے میں تھا اس واسطے مجھے ساری کہانی سنائی دے رہی تھی اور وہ قصہ یہ تھا کہ ایک دفعہ ایک جنگل میں ایک مسافر کو شام ہوگئی رات اندھیری تھی، قریب کوئی بستی نہیں تھی وہ بیچارا ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کے لئے لیٹ گیا۔ اس درخت کے اوپر پرندوں کا گھونسلہ تھا۔ ان پرندوں نے فیصلہ کیا کہ آج رات یہ ہمارا مہمان ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔ تو مادہ نے نر کی اس بات کا اقرار کیا۔ پھر ان دونوں نے مشورہ کیا کہ رات ٹھنڈی ہے ہمارے مہمان کو آگ سینکنے کی ضرورت پڑے گی۔ آگ تاپنے کی ضرورت پڑے

بقیہ صفحہ 10 پر

خدا تعالیٰ کا شکر اور دعا

بزبان حضرت اماں جان (سیدہ نصرت جہاں بیگم) رضی اللہ عنہا

ہے عجب میرے خدا میرے پہ احساں تیرا
کس طرح شکر کروں اے مرے سلطاں تیرا
ایک ذرہ بھی نہیں تو نے کیا مجھ سے فرق
میرے اس جسم کا ہر ذرہ ہو قرباں تیرا
سر سے پا تک ہیں الٰہی تیرے احساں مجھ پر
مجھ پہ برسا ہے سدا فضل کا باراں تیرا
تو نے اس عاجزہ کو چار دیے ہیں لڑکے
تیری بخشش ہے یہ اور فضل نمایاں تیرا
پہلا فرزند ہے محمود، مبارک چوتھا
دونوں کے بیچ بشیر اور شریفاں تیرا
تو نے ان چاروں کی پہلے سے بشارت دی تھی
تو وہ حاکم ہے کہ ٹلتا نہیں فرماں تیرا
تیرے احسانوں کا کیوں کر ہو بیاں اے پیارے
مجھ پہ بے حد ہے کرم اے مرے جاناں تیرا
تخت پر شاہی کے ہے مجھ کو بٹھایا تو نے
دین و دنیا میں ہوا مجھ پہ ہے احساں تیرا
کس زباں سے میں کروں شکر کہاں وہ ہے زباں
کہ میں ناچیز ہوں اور رحم فراواں تیرا
مجھ پہ وہ لطف کئے تو نے جو برترزِ خیال
ذات برتر ہے تری پاک ہے ایواں تیرا
چن لیا تو نے مجھے اپنے مسیحا کے لئے
سب سے پہلے یہ کرم ہے مرے جاناں تیرا
کس کے دل میں یہ ارادے تھے یہ تھی کس کو خبر
کون کہتا تھا کہ یہ بخت ہے رخشاں تیرا
پر مرے پیارے ! یہی کام ترے ہوتے ہیں
ہے یہی فضل تری شان کے شایاں تیرا
فضل سے اپنے بچا مجھ کو ہر اک آفت سے
صدق سے ہم نے لیا ہاتھ میں داماں تیرا
کوئی ضائع نہیں ہوتا جو ترا طالب ہے
کوئی رسوا نہیں ہوتا جو ہے جویاں تیرا
آسماں پر سے فرشتے بھی مدد کرتے ہیں
کوئی ہوجائے اگر بندۂ فرماں تیرا
جس نے دل تجھ کو دیا، ہو گیا سب کچھ اس کا
سب ثنا کرتے ہیں جب ہووے ثنا خواں تیرا
اس جہاں میں ہے وہ جنت میں ہی بے ریب و گماں
وہ جو اک پختہ توکل سے ہے مہماں تیرا
میری اولاد کو تو ایسی ہی کردے پیارے
دیکھ لیں آنکھ سے وہ چہرۂ تاباں تیرا
عمر دے، رزق دے اور عافیت و صحت بھی
سب سے بڑھ کر یہ کہ پاجائیں وہ عرفاں تیرا
اب مجھے زندگی میں ان کی مصیبت نہ دکھا
بخش دے میرے گناہ اور جو عصیاں تیرا
اس جہاں کے نہ بنیں کیڑے یہ کر فضل ان پر
ہر کوئی ان میں سے کہلائے مسلماں تیرا
غیر ممکن ہے کہ تدبیر سے پاؤں یہ مراد
بات جب بنتی ہے جب سارا ہو ساماں تیرا

(اخبار الحکم 17 نومبر 1900ء)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 05/ مارچ 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

بیس دن تک فسادی زبانی طور پر یہ کوشش کرتے رہے کہ حضرت عثمانؓ خلافت سے دستبردار ہو جائیں۔حضرت عثمانؓ ان فسادیوں کو سمجھاتے رہے اور فرماتے رہے کہ آج یہ لوگ مجھ سے بیزار ہیں مگر جب مَیں نہ رہوں گا تو یہ خواہش کریں گے کہ کاش! عثمان کی عمر کا ایک دن ایک سال سے بدل جاتا

الجزائر اور پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے پیش نظر خصوصی دعاؤں کی مکرر تحریک

چار مرحومین مکرم مولوی محمد نجیب خان صاحب نائب ناظر دعوت الی اللہ جنوبی ہند قادیان، مکرم نذیر احمد خادم صاحب ابن چودھری احمد دین صاحب چٹھہ، الحاج ڈاکٹر نانا مصطفیٰ اوٹی بواٹنگ صاحب آف گھانا اور مکرم غلام نبی صاحب ابن فضل دین صاحب ربوہ کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد ذوالنّورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 05/ مارچ 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم صہیب احمد صاحب کے حصے میں آئی۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عثمانؓ کے خلاف جو فتنہ اٹھا تھا اس کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ طبری کے حوالوں کی روشنی میں اپنا تجزیہ اور نقطۂ نظر پیش کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں کہ محمد بن ابوبکر، محمد بن حذیفہ اور عمار بن یاسر یہ تین اشخاص باغیوں کی باتوں میں آ کر ان کے ساتھ مل گئے تھے باقی اہلِ مدینہ میں سے کوئی صحابی یا غیر صحابی ان مفسدوں کا ہمدرد نہ تھا۔ بیس دن تک فسادی زبانی طور پر یہ کوشش کرتے رہے کہ حضرت عثمانؓ خلافت سے دست بردار ہو جائیں۔ حضرت عثمانؓ ان فسادیوں کو سمجھاتے رہے اور فرماتے رہے کہ آج یہ لوگ مجھ سے بیزار ہیں مگر جب مَیں نہ رہوں گا تو یہ خواہش کریں گے کہ کاش! عثمان کی عمر کا ایک دن ایک سال سے بدل جاتا۔ بہرحال بیس دن کے بعد ان لوگوں کو خیال ہوا کہ جلد کوئی فیصلہ کرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ صوبہ جات سے فوجیں آجائیں اور ہمیں اپنے اعمال کی سزا بھگتنی پڑے۔ اس وقت مدینے کا انتظام عملاً ان لوگوں کے ہاتھ میں تھا اور انہوں نے مصر کی فوجوں کے سردار غافقی کو اپنا سردار بنا رکھا تھا۔ کوفے کی فوج کا سردار اشتر اور بصرہ کی فوج کا سردار حکیم بن جبلہ یعنی وہی ڈاکو جسے اہلِ ذمہ کا مال لوٹنے پر حضرت عثمانؓ نے نظر بندی کی سزا دیے جانے کا حکم دیا تھا غافقی کے ماتحت کام کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ غافقی کے سردار بنائے جانے سے ایک بار پھر ثابت ہوگیا کہ اس فتنے کی جڑ مصری تھے جہاں عبداللہ بن سبا کام کر رہا تھا۔ مسجدِ نبوی میں غافقی ہی نماز پڑھاتا اور صحابہ اپنے گھروں میں مقیّد رہتے یا مجبوراً اس کے پیچھے نماز ادا کرتے۔ ان لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے گھر کے محاصرے کے ساتھ دیگر لوگوں پر بھی سختیاں شروع کر دیں چنانچہ مدینہ دار الامن سے دار الحرب ہوگیا۔ اہلِ مدینہ کی عزت و ناموس خطرے میں تھی اور کوئی شخص اسلحے کے بغیر گھر سے نہ نکلتا تھا۔ جب ان لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے گھر پانی تک جانے سے روک دیا تو آپؓ نے حضرت علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ نیز امہات المومنین کو پیغام بھجوایا۔ جس پر سب سے پہلے حضرت علیؓ آئے اور آپؓ نے ان مفسدوں کو سمجھایا لیکن ان پر حضرت علیؓ کی نصائح کا کوئی اثر نہ ہوا۔ انہوں نے صاف کہہ دیا کہ خواہ کچھ ہوجائے ہم اس شخص تک دانہ پانی نہ پہنچنے دیں گے۔ یہ جواب تھا جو انہوں نے اس شخص کو دیا جسے وہ رسول کریم ﷺ کا وصی اور حقیقی جانشین قرار دیتے تھے۔ پس یہ جواب ثابت کرتا ہے کہ یہ مفسد حضرت علیؓ کی حمایت یا اہلِ بیت کی محبت کی خاطر اپنے گھروں سے نہیں نکلے تھے بلکہ یہ لوگ اپنی نفسانی اغراض کو پورا کرنے آئے تھے۔ امہات المومنین میں سے سب سے پہلے امِّ حبیبہ تشریف لائیں مگر آپؓ کے ساتھ ان مفسدوں نے نہایت بدسلوکی کا مظاہرہ کیا۔ جب حضرت امِّ حبیبہؓ کے ساتھ ہونے والی بدسلوکی کی خبر مدینے میں پھیلی تو حضرت عائشہؓ نے اسی وقت حج کا ارادہ کرلیا۔ بعض لوگوں نے آپؓ کو روکنا چاہا تا کہ فتنے کے تدارک میں عائشہؓ مدد دے سکیں تو آپؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! مَیں اپنی عزت خطرے میں نہیں ڈال سکتی کیونکہ یہ رسول کریم ﷺ کی عزت ہے۔

حضرت عثمانؓ کو جب یہ محسوس ہوا کہ یہ لوگ نرمی سے نہیں مان سکتے تو آپؓ نے تمام والیانِ صوبہ جات کے نام ایک خط روانہ کیا۔ اسی طرح حج پر آنے والے لوگوں کے لیے بھی ایک خط بھجوایا جس میں آپؓ نے فرمایا کہ یہ مفسد جو اسلام میں فتنہ ڈالنے میں مشغول ہیں انہیں یہ بھی پروا نہیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں بیعت اور اطاعت کا مفہوم واضح کرنے کے بعد فسادیوں کے ناجائز مطالبات کا بھرپور تجزیہ فرمایا۔

فسادیوں نے حضرت عثمانؓ کو تنگ کرنے اور اشتعال دلانے کے لیے رات کے وقت آپؓ کے گھر میں پتھر تک پھینکے۔ صحابہ کو حضرت عثمانؓ کے پاس جمع ہونے کا موقع نہ دیا جاتا تھا لیکن پھر بھی حضرت علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ کی اولاد اور دیگر صحابہ کی ایک جماعت رات اور دن آپؓ کے گھر کی حفاظت کیا کرتی۔ حضرت علیؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جیسے جلیل القدر صحابہ جو عوام پر اخلاقی اثر رکھتے تھے اپنے اوقات لوگوں کو سمجھانے پر صَرف کرتے۔ حضرت علیؓ تو تمام کام چھوڑ کر رات دن حضرت عثمانؓ کے دشمنوں کا غضب ٹھنڈا کرنے اور آپؓ کی تکالیف دُور کرنے کے لیے کوشاں رہتے۔ تین ہزار کا لشکر حضرت عثمانؓ کے گھر کے دروازے پر پڑا رہتا اور حضرت عثمانؓ آپ اور آپ کے اہلِ خانہ کی حفاظت کی کوشش کرنے والے صحابہ کو اپنی جانیں خطرے میں ڈالنے سے روکتے رہتے۔ حضرت عثمانؓ یہی نصیحت فرماتے کہ ان لوگوں سے تعارض نہ کرو، آپؓ چاہتے تھے کہ جہاں تک ہوسکے صحابہ کی وہ جماعت جس نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی ہے وہ آئندہ فتنوں کو دُور کرنے کے لیے محفوظ رہے۔

دوسری جانب حج کے موقعے پر جب حضرت عثمانؓ کا دل دہلا دینے والا پیغام سنایا گیا تو حجاج نے فیصلہ کیا کہ وہ حج کے بعد مصری مفسدوں اور ان کے ساتھیوں کے خلاف جہاد کے ثواب سے بھی محروم نہ رہیں گے۔ مفسدوں کو اپنے جاسوسوں کے ذریعے جب اس کا عِلم ہوا تو وہ سخت گھبراہٹ کا شکار ہوگئے۔ اس گھبراہٹ میں تب اور بھی اضافہ ہوگیا جب انہیں یہ خبر ملی کہ شام، کوفہ اور بصرہ میں حضرت عثمانؓ کے خطوط موصول ہونے کے بعد ان مفسدوں کے خلاف جہاد کے فتوے دیے جارہے ہیں۔ غرض ان خبروں کے باعث باغیوں نے سخت گھبراہٹ میں حضرت عثمانؓ کے گھر پر حملہ کر کے بزور اندر داخل ہونا چاہا۔ صحابہ نے مقابلہ کیا اور آپس میں سخت جنگ ہوئی، جب حضرت عثمانؓ کو اس لڑائی کا عِلم ہوا تو آپؓ نے صحابہ کو لڑنے سے منع کیا۔ صحابہ نے اس وقت حضرت عثمانؓ کو اکیلا چھوڑ دینا ایمانداری کے خلاف اور اطاعت کے حکم کے متضاد خیال کرتے ہوئے لوٹنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عثمانؓ صحابہ کو اپنے گھر کے اندر لے گئے اور دنیا سے بے رغبتی کا اظہار کرتے ہوئے اتحاد کی وصیت کی اور گھروں کو لوٹ جانے کا ارشاد فرمایا۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور دیگر عظیم المرتبت صحابہ کو بلوا کر باغیوں کی موجودگی میں انتہائی پُراثر انداز میں خطاب فرمایا اور اہلِ مدینہ کو قسم دی کہ وہ آپؓ کی خاطر اپنی جانوں کو خطرے میں نہ ڈالیں۔ حضرت عثمانؓ کے اس حکم نے صحابہ میں بڑا اختلاف پیدا کر دیا، ان میں سے بعض اس معاملے میں عثمانؓ کی اطاعت کرنے کو آپؓ سے غداری گمان کرتے تھے۔ حضرت علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ کے لڑکوں نے اپنے اپنے والد کے حکم کے ماتحت حضرت عثمانؓ کی ڈیوڑھی پر ڈیرے جمائے رکھے۔ باغیوں نے حضرت عثمانؓ کے دروازے کے سامنے لکڑیوں کے انبار جمع کر کے آگ لگادی تو صحابہ تلواریں تھامے مقابلے کے لیے باہر نکلے۔ صحابہ و مخلصین کی قلیل جماعت نے باغیوں کا بھرپور مقابلہ کیا اکثر محافظ مارے گئے یا زخمی ہوئے لیکن ایک قلیل گروہ برابر دروازے کی حفاظت کرتا رہا۔

حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ ذکر آئندہ جمعے جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کے لیے ایک بار پھر دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان کے احمدیوں کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ الجزائر میں بھی دوبارہ کیس کُھل رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کے لیے آسانیاں پیدا کرے اور مخالفین کی جانب سے پیدا کردہ سختیوں کو جلد دُور فرمائے۔ آمین

خطبے کے آخری حصّے میں حضورِ انور نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

1۔ مکرم مولوی محمد نجیب خان صاحب نائب ناظر دعوت الیٰ اللہ جنوبی ہند قادیان۔ آپ 14/ فروری کو وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

2۔ مکرم نذیر احمد خادم صاحب ابن چودھری احمد دین صاحب چٹھہ۔ آپ مکرم منیر بسمل صاحب ایڈیشنل ناظر اشاعت کے بھائی تھے۔ مرحوم 6/ فروری کو وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

3۔ الحاج ڈاکٹر نانا مصطفیٰ اوٹی بواٹنگ صاحب آف گھانا جو الحاج چوچو کے نام سے معروف تھے۔ مرحوم نے 17/ جنوری کو ستّر برس کی عمر میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کو بطور نیشنل سیکرٹری جائیداد گیارہ سال خدمت کا موقع ملا۔

4۔ مکرم غلام نبی صاحب ابن فضل دین صاحب ربوہ۔ مرحوم مکرم ضیاء الرحمٰن صاحب طیّب مربی سلسلہ گابون کے والد تھے۔ آپ 2/ فروری کو وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12/ فروری 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

انتہائی وفاداری کے ساتھ انہوں نے تمام حق ادا کیے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور خلافت کو ان جیسے سلطان نصیر ملتے رہیں

لمبے عرصہ سے افسر جلسہ سالانہ پاکستان چلے آنے والے، غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل، درویش صفت اور انتہائی محنتی دیرینہ خادمِ سلسلہ محترم چودھری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ و صدر مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ کا ذکرِ خیر

پاکستان میں احمدیوں کی شدید مخالفت کے پیش نظر خصوصی دعاؤں کی مکرر تحریک

عالمی وبا کورونا وائرس سے بچاؤ کے لیے مکمل حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کی تلقین

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۳﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۴﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ﴿۵﴾

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾

آج میں جماعت کے ایک دیرینہ خادم مکرم چودھری حمید اللہ صاحب کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کی گزشتہ دنوں میں وفات ہوئی۔ آپ تحریک جدید پاکستان کے وکیل اعلیٰ تھے۔ صدر مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ تھے اور ایک لمبے عرصے سے افسر جلسہ سالانہ کی خدمت پر بھی مامور تھے۔ 7/ فروری کو طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں 87 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

مکرم چودھری صاحب کے والد کا نام بابو محمد بخش صاحب اور والدہ کا نام عائشہ بی بی صاحبہ تھا۔ یہ لوگ بھیرہ کے نواحی علاقے کے رہنے والے تھے۔ چودھری صاحب 1934ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد نے ان کی پیدائش سے کوئی پانچ سال پہلے احمدیت قبول کی تھی۔ وہ اپنی قبول احمدیت کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر ایک خواب تحریر کر رہا ہوں۔ اور اس خواب کے بارے میں جو تفصیل بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ محکمہ نہر میں کام کرتے تھے تو بنگلہ میں یہ رہتے تھے۔ یا دورے پہ یہ پھرتے رہتے تھے تو اس دوران انہوں نے وہاں رات بسر کی۔ کہتے ہیں کہ بنگلہ بکھووالا سرگودھا میں ماہ اکتوبر 1929ء بوقت قریباً دو بجے رات کو یہ نظارہ دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں نظارہ دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مصلّٰی پر تشریف فرما ہیں اور رانوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر بیٹھے ہوئے ہیں جس طرح انگلیوں پر ذکر اللہ کر رہے ہیں۔ رُخِ مبارک مشرق کی طرف ہے۔ مجھے فرمایا کہ جس کرسی پر تم بیٹھے ہو اس کی چُولیں ڈھیلی ہو چکی ہیں۔ کہتے ہیں اس پر مَیں فوراً اٹھا اور دیکھا تو ایک چُول ڈھیلی تھی۔ میں نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپؐ نے غلام کی جان بچا لی ہے۔ آگے یا پیچھے گرتا تو سر پھوٹ جاتا۔ تھوڑی دیر بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ایک نئی دفتری کرسی ہے جس کے Arms آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ فرمایا اس کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ یہ احمدیت کی کرسی ہے یعنی با دلائل اور حقیقی اسلام ہے۔ اس کے بعد بندہ بیدار ہو گیا۔ یہ ان کے والد کے احمدیت قبول کرنے کا واقعہ ہے۔

(ماخوذ از بشارات رحمانیہ صفحہ 157)

چودھری صاحب نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ آٹھویں جماعت کے طالبعلم تھے جب 1946ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقف کی تحریک کی۔ جو تحریک کی ہوئی تھی اس پر لبیک کہتے ہوئے آپ کی والدہ آپ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے گئیں اور حضور سے عرض کیا کہ یہ میرا بچہ ہے میں اس کو خدمت دین کے لیے وقف کرتی ہوں۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعود نے کچھ ہدایات دیں کہ اس کو آئندہ سکول میں پڑھاتے رہیں۔ 1949ء میں انہوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ پھر وکالت دیوان ربوہ کی ہدایت پر انٹرویو کے لیے ربوہ تشریف لائے۔ تحریری امتحان کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود ان کا انٹرویو لیا۔ اس وقت انجمن احمدیہ کے ناظران کی میٹنگ ہو رہی تھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ میٹنگ میں بیٹھے تھے۔ جو بھی اُس وقت تین چار لڑکے تھے آپ نے وہیں ان کو بلا لیا۔ چودھری حمید اللہ صاحب تھے، مصلح الدین صاحب تھے، سمیع اللہ صاحب تھے۔ تو بہرحال خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے انٹرویو لیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت پر ان کی تعلیم کا سلسلہ چلتا رہا اور سکول اور یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر انہوں نے بی ایس سی کیا۔ بی ایس سی میں صوبہ بھر میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ پھر پنجاب یونیورسٹی لاہور سے فرسٹ ڈویژن میں ایم اے ریاضی کیا۔ 1955ء میں تعلیم الاسلام کالج میں استاد مقرر ہوئے اور پھر صدر شعبہ ریاضی بھی مقرر ہوئے۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ 104، 120)

ان کی شادی 1960ء میں رضیہ خانم صاحبہ سے ہوئی جو عبد الجبار خان صاحب سرگودھا کی بیٹی تھیں۔

1974ء تک ٹی آئی کالج ربوہ میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ کالج کے قومیائے جانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر آپ نے کالج سے استعفیٰ دے دیا کیونکہ وقف زندگی تھے اور کالج اب نیشنلائزڈ (nationalized) ہو گئے تھے اس لیے کوئی جواز نہیں تھا کہ حکومت کے ادارے میں پڑھائیں تو جو واقفِ زندگی تھے ان میں سے بعض کو، ساروں کو نہیں، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یہی ہدایت دی تھی کہ وہیں کالج میں کام جاری رکھیں وہاں بھی ضرورت ہے اور بعض کو یہی مشورہ دیا، یہی ہدایت کی کہ وہ جماعت کی خدمت میں آ جائیں۔ بہرحال انہوں نے جب وہاں سے استعفیٰ دیا تو ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ناظر ضیافت مقرر کیا۔ 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وکیل اعلیٰ تحریک جدید مقرر فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی کچھ عرصہ تک آپ ایڈیشنل صدر مجلس تحریک جدید بھی رہے۔ پھر 1989ء (eighty-nine) میں جو جوبلی سال تھا اس میں آپ صدر مجلس تحریک جدید مقرر ہوئے اور وفات تک یہ خدمات بجا لاتے رہے۔ اس کے علاوہ آپ 1986ء تا وفات ایڈیشنل ناظر اعلیٰ کے طور پر سندھ وغیرہ کے ہنگامی حالات کے بھی نگران رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے زمانے میں آپ کو ربوہ میں امیر مقامی بننے کا بھی اعزاز حاصل ہوا۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 28 صفحہ 112، 335)

مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ اور مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں مختلف حیثیتوں سے خدمات بجا لاتے رہے اور اس کے بعد 1969ء سے 1973ء تک بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مقرر ہوئے۔ اس زمانے میں ساری دنیا میں ایک ہی مرکزی خدام الاحمدیہ تھی اور مرکز سے اس کا کنٹرول ہوتا تھا۔ ہر ملک میں علیحدہ علیحدہ صدر نہیں مقرر ہوتا تھا۔

1969ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ان کو صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مقرر فرمایا تو اس موقع پر حضور نے جو باتیں کی ہیں یہ بڑی ضروری باتیں ہیں۔ گو یہ اقتباس لمبا ہے جو میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تقریر سے لوں گا لیکن یہ بڑا ضروری ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جسمانی اولاد کے

لیے بھی اور روحانی اولاد کے لیے بھی، جماعت کا کام کرنے والوں کے لیے بھی یہ ہدایات اور یہ باتیں ایسی ہیں جو ان کو پلّے باندھنی چاہئیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور فکر کرنی چاہیے کہ آیا ہم وہ حق ادا کر رہے ہیں کہ نہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ ’’صدر بننے والے نوجوان کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے اور اس عہدے سے سبکدوش ہونے والے مخلص نوجوان کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول کرے اور آنے والے کو یہ توفیق دے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے پہلوں سے زیادہ کام کرکے دکھائیں۔‘‘ فرمایا کہ ’’ہم کسی جگہ پر ٹھہر نہیں سکتے۔ ہمارا ہر فرد جس پر نئے سرے سے ذمہ داری عائد کی جاتی ہے ان کو پہلوں سے آگے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھیلاؤ اور وسعت آ رہی ہے۔ جماعت کے کام بھی بڑھ رہے ہیں۔ اس کی ذمہ داریاں بھی بڑھ رہی ہیں۔غرض میں بتا رہا تھا کہ جنہوں نے مجلس کی صدارت کا چارج لیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خونی رشتہ کے لحاظ سے خاندان کے فرد نہیں ہیں‘‘ (چودھری صاحب سے پہلے غالباً مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ صدر تھے اور ان کا خونی رشتہ تھا تو بہرحال آپ نے فرمایا کہ خونی رشتہ تو نہیں ہے، یہ خاندان کے فرد نہیں ہیں) ’’لیکن روحانی رشتہ کے لحاظ سے ہر شخص اپنی ہمت اور کوشش اور اپنی دعا اور عاجزی کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی اولاد بننے کے قابل ہے اور سچا اور حقیقی روحانی بیٹا اسے بننا چاہیے۔ اور بہت سے لوگ ہیں جو جسمانی اولاد سے بھی زیادہ آگے نکل جاتے ہیں حالانکہ وہ محض روحانی اولاد ہوتے ہیں۔ جسمانی تعلق تو ایک دنیاوی تعلق ہے۔ مذہب یا روحانیت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی اولاد سے اصل تعلق روحانی تعلق ہی ہے‘‘ اور یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جو جسمانی تعلق رکھنے والے ہیں، یا خونی تعلق رکھنے والے رشتہ دار ہیں ان کو یاد رکھنی چاہیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی اولاد سے اصل تعلق روحانی تعلق ہی ہے۔ ’’اسی واسطے کہا گیا ہے کہ انبیاء کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ آگے ورثہ میں کسی کو کچھ دیتے ہیں۔ (نہ ہی انبیاء کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ آگے ورثہ میں کچھ دیتے ہیں) کیونکہ ورثہ کا تعلق جسمانی قرابت سے ہے اس کی نفی کر دی گئی ہے لیکن جہاں تک روحانی فیوض و برکات کا تعلق ہے وہی حقیقت، وہی صداقت اور وہی حکمت ہے۔ وہی دراصل صحیح معنی میں کسی شخص کی روحانی اولاد ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو اس کی منشا اور فرمان کے مطابق قائم کیا اور ہر شخص اپنے اخلاص اور ایثار کے مطابق اپنا اجر پاتا ہے۔ پس اصل میں یہی روحانی اولاد ایک روحانی وجود کی اولاد ہے۔ اس کی جسمانی اولاد کوئی نہیں ہوتی۔

اصل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی اولاد ہی حقیقی اولاد ہے اسی واسطے آپ نے اپنی جسمانی اولاد کے متعلق فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول کیا اور ان کو روحانی وجود بنا دیا۔ اگر محض جسمانی اولاد ہونے میں کوئی خوبی ہوتی تو آپ کو نہ ان دعاؤں کے کرنے کی ضرورت تھی نہ ان کی قبولیت کی حاجت ہوتی۔ پس اصل چیز یہ ہے کہ روحانی رشتہ مضبوط ہو خواہ جسمانی تعلق نہ بھی ہو۔ اس واسطے وہ لوگ بھی غلطی پر ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ محض جسمانی اولاد ہونا کوئی بڑائی ہے۔بعض لوگ اسلام میں ایسے بھی ہوئے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے محض اس لیے دشمنی کی کہ وہ آپ کی جسمانی اولاد تھے۔ لیکن یہ بھی غلط ہے کہ چونکہ جسمانی اولاد تھے اس لیے ان کو عزت حاصل ہو گئی لیکن اس رشتہ کے نتیجہ میں کوئی انہیں بزرگی دیتا ہے تو وہ جاہل مطلق ہے۔‘‘ (یہ باتیں دونوں اس میں آ گئیں کہ جو اس لیے دشمنی کرتے ہیں کہ جسمانی اولاد ہے وہ بھی غلط کرتے ہیں اور اگر کوئی عزت دیتے ہیں اور بزرگی دیتے ہیں تو وہ بھی غلط کرتے ہیں۔) فرمایا کہ ’’اس کے اندر کوئی روحانیت نہیں ہے۔ کوئی عقل نہیں ہے‘‘ (جو یہ سمجھتا ہے۔) ’’اصل تعلق روحانیت کا ہے۔ جسمانی اولاد میں اگر یہ تعلق پختگی کے ساتھ قائم ہو جائے، ان میں ایثار اور قربانی اور بے نفسی پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزا دیتا ہے اور اپنے قرب اور رضا سے نوازتا ہے۔‘‘ (جسمانی اولاد میں یہ تعلق اور پختگی اگر قائم ہو گئی ہے، نبی کا جو روحانی فیض ہے وہ حاصل کر لیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جزا بھی دیتا ہے اور اپنے قرب اور رضا سے نوازتا ہے) ’’اور جس نے جسمانی اولاد نہ ہونے کے باوجود روحانی اثر کو قبول کر کے اپنے آپ کو دنیا کی نگاہ میں حقیقی اولاد جیسا بنا دیا اس کے متعلق یہ کہنا کہ صرف اس وجہ سے کہ چونکہ جسمانی تعلق نہیں ہے اس لیے وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں عزت اور مرتبہ نہیں پا سکتا یہ بھی غلط ہے۔‘‘ (پس جسمانی تعلق نہ بھی ہو تو روحانی اولاد بن کے اگر اس کا حق ادا کر دیا ہے تو وہ مرتبہ پا گیا اور اس کے متعلق یہ کہنا کہ عزت اور مرتبہ نہیں پاتا وہ غلط کہتا ہے۔)

پھر فرماتے ہیں کہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اصل صراط مستقیم ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں عزت اور احترام کو حاصل کر لیتا ہے وہی کامیاب ہوتا ہے۔ وہ اپنی اپنی استعداد کے مطابق خدا تعالیٰ کے دین کے کام کرنے کی توفیق پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی کوششوں کو قبول کرتا ہے خواہ اس کا مامور زمانہ سے جسمانی تعلق ہو یا نہ ہو۔ پس وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ چونکہ ان کا جسمانی تعلق ہے اس لیے ان کو بڑا کہنا چاہیے وہ بھی غیر معقول بات کرتے ہیں اور وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ جسمانی تعلق ہے اس لیے اچھے ہو گئے ہیں اور انہوں نے ورثہ میں عزت و احترام کو پا لیا ہے یہ بھی غلط ہے۔ اس طرح پر تو ورثہ میں کسی کو عزت اور احترام نہیں ملا کرتا۔ پس جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ چونکہ جسمانی رشتہ نہیں ہے اس لیے اکرام اور بزرگی نہیں مل سکتی یہ غلط ہے۔غرض جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ جسمانی تعلق ہے اس لیے ضرور بزرگی مل جائے گی یہ بھی غلط ہے۔ اصل میں روحانی تعلق نام ہے تقویٰ اختیار کرنے کا۔ اللہ تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا کرنے کا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے ایثار اور قربانی کرنے کا۔ اپنے نفس پر ایک موت وارد کرنے کا۔ اپنے آپ کو کچھ بھی نہ سمجھنے کا۔ اپنی فنا کے بعد اللہ تعالیٰ سے ایک نئی اور پاک زندگی حاصل کرنے کا۔ یہ اصل تعلق ہے، اس کے بغیر تو کوئی تعلق تعلق ہی نہیں۔

فرمایا غرض اللہ تعالیٰ کے فضل سے پچھلے تین سال میں خدام الاحمدیہ نے خاصی ترقی کی ہے لیکن پہاڑوں کی بلند چوٹیوں کی طرح خدام الاحمدیہ کے لیے کوئی ایک چوٹی مقرر نہیں کہ جہاں جا کر وہ یہ سمجھیں کہ بس اب ہم آخری بلندی پر پہنچ گئے۔ ہمارا کام ختم ہو گیا۔ یہ تو ایسے پہاڑ کی چڑھائی ہے کہ جس کی چوٹی کوئی ہے ہی نہیں کیونکہ یہ وہ پہاڑ ہے جس کے اوپر ارض رَبِّ کریم ہے اور انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو فاصلہ ہے وہ غیر محدود ہے اور ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے اور اسی میں ہماری زندگی اور حیات ہے کہ ہم کسی جگہ پر تھک کر بیٹھ نہ جائیں یا کسی جگہ ٹھہر کر یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم نے جو حاصل کرنا تھا کر لیا۔ نہیں، ہمارے لیے غیر محدود ترقیات اور رفعتیں مقدر کی گئی ہیں اور اگر ہم کوشش کریں اور واقعہ میں اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں اخلاص اور ایثار اور محبت ذاتی اپنے لیے محسوس کرے تو وہ ہم پر فضل نازل کرتا چلا جائے گا اور کرتا چلا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان خدا تعالیٰ سے اور زیادہ پیار حاصل کرتا ہے اور اپنے نفس سے وہ اور زیادہ دور اور بیگانہ ہو جاتا ہے۔

(ماخوذ از مشعل راہ جلد 2 صفحہ 212 تا 214)

پس یہ الفاظ جو آپؒ نے چودھری صاحب کو نصیحت فرمائے اور چودھری صاحب کی وجہ سے آج ہم میں بھی یہ الفاظ پہنچے یہ بھی جب ہر واقف زندگی اور ہر کام کرنے والا اور جو خاندان کا تعلق رکھنے والا ہر فرد ہے وہ بھی ان باتوں پہ غور کرے تو چودھری صاحب کے درجات کی بلندی کے لیے بھی دعا کرے کہ ان کی وجہ سے یہ سنہری الفاظ ہمیں سننے کو اور سمجھنے کو ملے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں 1970ء کے اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

میں نے ایک مخلص بچے کو جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جسمانی تعلق تو نہ تھا لیکن روحانی تعلق بہت پختہ تھا خدام الاحمدیہ کی صدارت سونپی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس کی کوششوں میں برکت ڈالی اور ہماری دعاؤں کو قبول فرمایا۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 26 صفحہ 214)

جب ان کو اپنی ٹرم پوری کر کے خدام الاحمدیہ کی خدمت صدر سے فراغت ہوئی تو اس وقت وداع تقریب میں جو سپاس نامہ ان کو پیش کیا گیا تھا اس میں یہ لکھا گیا اور ان کے بارے میں جو بھی لکھا گیا اس میں یقیناً کوئی مبالغہ نہیں۔ آج کی یہ خصوصی تقریب چودھری صاحب کے لیے مقرر کی گئی ہے۔ چودھری حمید اللہ صاحب کا چار سالہ دور صدارت تاریخ خدام الاحمدیہ میں ایک زرّیں باب کا اضافہ ہے۔ اس میں خدام الاحمدیہ عالمگیر نے اپنی کیفیت اور کمیت کے اعتبار سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی رہنمائی میں (خلافت ثالثہ کے دور کی بات ہے) ہر شعبہ میں نمایاں کام کیا۔ چودھری حمید اللہ صاحب نے انتہائی خاکساری، بے نفسی اور مسلسل محنت کے ساتھ نوجوان نسل میں اطاعت اور خلافت سے وفا کیشی اور وابستگی جیسی دلکش صفات کو اجاگر کیا جو ان کے مستقبل کے لیے نشان راہ ثابت ہوں گی۔ ان شاء اللہ العزیز۔ آپ کے دورِ صدارت میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی خواہش کے مطابق خدام الاحمدیہ کے ہر شعبہ نے

نمایاں ترقی کی۔ آپ کے دورِ صدارت میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زریں ارشادات کو کتابی شکل میں مشعل راہ کے نام سے شائع کیا گیا۔ اطفالِ احمدیت کے لیے کتابچہ ’’یاد رکھنے کی باتیں‘‘ شائع ہوا۔ مجلس مرکزیہ کا عمومی اور خصوصی مالی نظام مستحکم ہوا۔ آپ ہمیشہ اس طریق کار پر محبت اور فدائیت کے ساتھ سختی سے کاربند رہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ہر حکم اور اشارے کی دل و جان سے اطاعت کی جائے اور حضور کے جملہ ارشادات کی لفظاً و معناً تعمیل میں ہر ممکن وسیلے کو بروئے کار لایا جائے۔ صدارت کی عظیم ذمہ داری سے قبل مختلف وقتوں میں آپ کو مرکزی مجلس عاملہ کے رکن کے طور پر خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔

(ماخوذ از رسالہ خالد دسمبر 1973ء ربوہ صفحہ 3-4)

اس الوداعی تقریب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ بھی شریک ہوئے تھے۔ آپ نے بھی مختصر خطاب فرمایا۔ اس کا بھی مختصر حصہ میں یہاں پیش کرتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا۔ جانے والے کے متعلق تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احسن جزا دے اور آنے والے کے متعلق یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہترین اور مقبول خدمت کی توفیق عطا کرے۔ مجلس خدام الاحمدیہ مختلف ادوار میں سے گزر کر اس مقام تک پہنچی ہے جہاں دنیا اسے آج دیکھ رہی ہے۔ ابتدا اس کی ایک چھوٹے سے بیج کی مانند تھی اور اس وقت ایک صحت مند بھرپور جوانی والے خوبصورت درخت کی شکل یہ بیج اختیار کر گیا ہے۔ ہر صدارت نے اپنی صدارت کے زمانے میں دو کام کیے۔ کسی نے بہت ہی اچھے طریقے پر اور کسی نے درمیانے طریقے پر اور کسی نے اپنا وقت گزارا بعض پہلوؤں کے لحاظ سے۔ بہرحال دو کام کیے ہر صدارت نے۔ ایک جو روایات بن چکی تھیں ان کو قائم رکھنے کی سعی کی، کوشش کی اور دوسرے جو ضروریات پیدا ہو چکی تھیں ان سے نمٹنے کے لیے کوشش کی۔ نئی نئی باتیں ڈویلپ ہوتی ہیں، نئی ضروریات پیدا ہوتی ہیں ان سے نمٹنے کے لیے کوشش کی۔ ایک زندہ وجود کو یہی دو کام کرنے پڑتے ہیں۔ پھر فرمایا مجلس خدام الاحمدیہ کی زندگی قیامت تک کے لیے ممتد ہے کیونکہ اس تنظیم کا تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مہدی کی جماعت کے ساتھ ہے جس کے متعلق یہ بشارت دی گئی ہے کہ قیامت تک وہ ذمہ داریاں جن کا تعلق اصولاً بھی اور تفصیلاً بھی امت محمدیہ سے اور اسلام سے ہو گا اس کی جماعت پر ڈالی جائیں گی۔ چونکہ جماعت احمدیہ کی زندگی قیامت تک ممتد ہے اس لیے جماعت احمدیہ کی تمام ذیلی تنظیموں کی زندگی بھی قیامت تک ممتد ہے اور ہر دور جس میں سے بنیادی تنظیم، اصلی تنظیم یعنی جماعتی تنظیم یا اس کی ذیلی تنظیمیں جس میں سے گزریں ہر دور میں پہلی خوبصورتی اور حسن اور جمال کو محفوظ رکھنا اور اس میں زیادتی کرتے چلے جانا یہ فرض بن جاتا ہے ان لوگوں کا جن کے ہاتھ میں اس کی قیادت دی جاتی ہے۔

پھر فرمایا ہم کہیں ٹھہر نہیں سکتے کیونکہ ٹھہرنا موت کے مترادف ہے۔ یہ ایک بنیادی اصول ہے زندگی کا۔ پس اس بات کو ہماری ہر سطح پر ہر تنظیم کو اور نظام جماعت کے بھی ہر عہدیدار کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم کہیں ٹھہر نہیں سکتے کیونکہ ٹھہرنا موت کے مترادف ہے۔ یہ ایک بنیادی اصول ہے زندگی کا۔ فرمایا کہ ہر نئے آنے والے صدر پر پہلے سے زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کیونکہ اس سے پہلے کے صدر نے دو سال پہلے سے قبل کی حالت کو قائم رکھ کے آگے بڑھنا ہے۔ پہلا صدر جو کام کر کے دے گیا ہے اس کو آگے بڑھانا ہے۔ فرمایا کہ کام میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ نئی ہدایات مرکزِ ہدایت یعنی خلافت سے جاری ہوتی ہیں۔ خلیفہ وقت سے نئی ہدایات ملتی ہیں۔ نئی ذمہ داریاں نئے حالات کے مطابق ڈالی جاتی ہیں۔ پرانی روایات کو قائم بھی رکھنا ہوتا ہے اور نئی ضرورتوں کے حصول کے لیے اور نئے مسائل کے سمجھنے کے لیے نئی کوشش نئے عزم کے ساتھ بھی کی جاتی ہے۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عزیز بھائی اور بچے حمید اللہ صاحب کو جو انہوں نے جماعت کے لیے کیا جس رنگ میں ذمہ داریوں کو نباہا اس پر انہیں احسن جزا دے اور انہیں بھی توفیق دے کہ دین کی مزید جو ذمہ داریاں دوسرے شعبوں کی، جس رنگ میں بھی ان کے کندھوں پر پڑیں آخر وقت تک انہیں وہ اسی طرح خوش اسلوبی سے نبھاتے چلے جائیں اور ادا کرتے چلے جائیں۔

(ماخوذ از مشعل راہ جلد 02 صفحہ 414-415 خطاب فرمودہ یکم دسمبر 1973ء)

1974ء کے ہنگامی حالات میں بھی چوہدری صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی ہدایت کے مطابق جو ہنگامی سیل قائم ہوا تھا اس میں اہم خدمات سرانجام دیں۔

(سلسلہ احمدیہ جلد 03 صفحہ 281)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے لندن ہجرت کے بعد حضور کے ارشاد پر یہاں آئے اور ایک سال سے زائد عرصہ یہاں رہے اور یہاں بھی جو جماعتی مرکزی نظام تھا اس کو قائم کرنے اور اس کو سیٹ کرنے میں انہوں نے کافی کردار ادا کیا۔ 1982ء سے 1999ء تک بطور صدر مجلس انصار اللہ کے خدمت کی توفیق پائی۔ اس وقت عرصہ کی شرط نہیں ہوتی تھی۔ یہ تقریباً سترہ سال صدر انصار اللہ رہے۔ پھر انصار اللہ میں جب صدر تھے تو انصار اللہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشادات پر مشتمل ’سبیل الرشاد‘ کی پہلی جلد مرتب کر کے شائع کی گئی۔ گیسٹ ہاؤس میں توسیع اور تعمیر کا قابل قدر کام ہوا۔

(انصار اللہ ربوہ جنوری 2000ء صفحہ 15، 17)

جماعت احمدیہ کی 1989ء کی جو صد سالہ جوبلی منصوبہ بندی کمیٹی تھی اس کے صدر کی حیثیت سے بھی خدمت سرانجام دی۔ اس سے قبل آپ کو سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ بندی کمیٹی کے طور پر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ 2005ء میں مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے صدر کے طور پر بھی خدمات بجالاتے رہے۔ 2005ء میں صدر خلافت احمدیہ جوبلی کمیٹی مقرر ہوئے تھے، جو خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کی مرکزی کمیٹی تھی اور اس کا چونکہ کام مستقل تھا تو اب تک یہ اس کی صدارت کرتے رہے۔ ابھی بھی بعض چیزیں اس کی شائع ہو رہی ہیں۔

اپریل 2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے موقع پر انتخاب خلافت کے اجلاس کی صدارت کا اعزاز بھی انہیں نصیب ہوا۔ بطور وکیل اعلیٰ آپ نے افریقہ اور یورپ سمیت متعدد ممالک کے دورے بھی کیے۔

1973ء میں محترم سید میر داؤد احمد صاحب کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو افسر جلسہ سالانہ مقرر کر دیا۔ 1973ء تا وفات آپ بطور افسر جلسہ سالانہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ گو پاکستان میں 1983ء کے بعد جلسے تو نہیں ہوئے لیکن باقاعدہ نظام وہاں قائم تھا اور اس کو یہ نہیں کہ انہوں نے چھوڑ دیا۔ باقاعدہ حالات کے مطابق اپ ڈیٹ کرتے رہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ توفیق دے جب بھی حالات بہتر ہوں اور جلسہ ہو تو زیادہ سے زیادہ تعداد کو ہم کس طرح سنبھال سکتے ہیں اور ان میں یہ بڑی انتظامی صلاحیت تھی اس کے مطابق انہوں نے کام کیا۔ افسر جلسہ سالانہ بننے سے پہلے آپ مختلف حیثیتوں سے جلسہ سالانہ کے نظام میں بھی کام کرتے رہے۔ جلسہ سالانہ قادیان جو 1991ء میں ہوا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع وہاں گئے تھے۔ ان کو حضور نے افسر جلسہ سالانہ مقرر فرمایا اور پھر ان کی تعریف کرتے ہوئے خطبہ میں فرمایا کہ ’’پاکستان سے چوہدری حمید اللہ صاحب اور میاں غلام احمد صاحب نے بڑے لمبے عرصہ تک بہت محنت کی ہے اور قادیان جا کر وہاں کے مسائل کو سمجھا اور میری ہدایات کے مطابق ہر قسم کی تیاری میں بہت ہی عمدہ خدمات سرانجام دی ہیں ورنہ قادیان کی احمدی آبادی اتنی چھوٹی ہے کہ ان کے بس میں نہیں تھا کہ اتنے بڑے انتظام کو سنبھال سکتے۔‘‘

(دورہ قادیان 1991ء صفحہ 171)

1977ء میں ان کو افسر جلسہ سالانہ ربوہ کے علاوہ ناظر ضیافت بھی مقرر کیا گیا۔ 1977ء تا 1987ء تک بطور ناظر ضیافت خدمات سرانجام دیتے رہے۔

آپ کے پسماندگان میں آپ کی اہلیہ رضیہ خانم کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ بیٹا رشید اللہ صاحب تو کینیڈا میں مقیم ہیں اور ایک بیٹی یہاں لندن میں ہیں اور ظہیر حیات صاحب کی اہلیہ ہیں اور دوسری بیٹی رضوانہ حمید کمال یوسف صاحب کی بہو، نثار احمد صاحب کی اہلیہ ہیں یہ سویڈن میں ہیں۔

ان کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ ہماری شادی 1960ء میں ہوئی۔ شادی کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ کو جو بھی الاؤنس ملتا تھا تو سب سے پہلے اس میں سے چندہ نکالتے اور مجھے بھی ہمیشہ یہ تلقین کرتے کہ پہلے چندہ دو۔ بعد میں باقی اخراجات پورے کرو اور مجھے وصیت کی تلقین بھی کی۔ شادی کے وقت چوہدری صاحب کی تنخواہ 80 روپے تھی۔ آجکل کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا، سستا زمانہ بھی تھا لیکن اس کے باوجود بھی 80 روپے بہت معمولی رقم تھی۔ ان کی تنخواہ 80 روپے تھی اس پر میں بہت پریشان تھی کہ اس آمدن میں چندہ نکالنے کے بعد گزارا کیسے ہو گا لیکن چندے کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا فضل رہتا اور بڑے آرام سے دن گزرتے۔ اور میرا خیال ہے کالج میں کیونکہ لگے تھے تو اس وقت کالج کے لوگوں کی جو تنخواہ، الاؤنس تھا وہ زیادہ ہوتا تھا۔

باقی جو کارکنان تھے ان کا، مربیان کا یا واقفین زندگی کا تو اس سے بھی کم ہوتا تھا۔

پھر لکھتی ہیں کہ آپ تہجد گزار تھے۔ پانچ وقت کی نمازیں باجماعت مسجد یا دفتر میں ادا کرتے۔ بیماری کی صورت میں گھر میں ادا کرتے۔ نماز کا خاص اہتمام ہوتا تھا۔ آخری دم تک نمازیں پوری اور وقت پر پڑھتے۔ انہیں دیکھ کر مجھے بھی نماز تہجد کی عادت ہوگئی تھی۔ میں نے سب کچھ ان سے سیکھا ہے۔

پھر کہتی ہیں کہ میرے ساتھ ان کا بہت زیادہ حسن سلوک تھا۔ گھر میں جو بھی چیز آتی وہ پہلے مجھے دیتے اور پھر بچوں کو تقسیم کرتے۔ اکثر کام سے دیر سے گھر آتے، بہت رات گئے تک دفتر میں رہتے دفتروں میں کام کرتے تھے۔ میں نے بھی دیکھا ہے۔ تو کہتی ہیں کہ مجھے تنگ نہیں کرتے تھے۔ بیرونی دروازے کی چابیوں سے خود ہی کھول کے اندر آجاتے۔ کتنے بھی لیٹ ہوں کبھی گھنٹی نہیں بجائی۔ کبھی نہیں اٹھایا اور کہتی ہیں کھانا اگر کھانا ہوتا تو جتنی ان کی ضرورت ہوتی تھی، جتنا کھانا چوہدری صاحب کھاتے تھے وہ میں دیگچی میں ڈال کے رکھ دیتی تھی اور روٹیاں لپیٹ کے پاس رکھ دیتی تھی اور میں سو جاتی تھی۔ آپ باہر سے آتے تھے خود ہی کھانا گرم کر کے کھا لیتے تھے۔ کبھی کوئی مطالبہ نہیں کیا چاہے کھانے کا ہو یا پہننے کا۔ جو کھانے کے لیے ملتا خوشی سے کھا لیتے اور جو کپڑا لاتی خوشی سے پہن لیتے۔ کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور یہ گھروں میں امن اور سکون رکھنے کا بڑا بنیادی اصول ہے۔ اگر اس پہ عمل کریں تو آدھے گھر کیا اسّی فیصد گھروں کے مسائل کبھی پیدا ہی نہ ہوں۔ شہداء، عہدے داران، نامور شخصیات، کارکنان، کارکنان کے لواحقین اور دیگر جاننے والے احباب کے جنازوں میں ضرور شامل ہوتے تھے اور تدفین تک ساتھ رہتے تھے۔ کسی کے بارے میں دل میں غصہ نہیں رکھتے تھے۔ بہت ستاری والی طبیعت تھی۔ ایک شفیق خاوند تھے۔ بچوں کے لیے شفیق باپ تھے۔ کسی رشتہ دار سے ناراض نہ ہوتے تھے۔ صلح میں پہل کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ جَمِیْعًا سب عزتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہیں۔ اپنے بہن بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ہر جمعرات کو ربوہ میں مقیم اپنی بہن کے گھر جاتے۔ چوہدری صاحب نے والدین کا بھی بہت خیال رکھا۔ کہتی ہیں میرا آپریشن ہوا میں دس دن ہسپتال میں رہی۔ سونے کے لیے وہاں جگہ کوئی نہیں تھی تو میرے کمرے میں فرش پر ہی لیٹ جاتے تھے۔ کبھی شکوہ نہیں کیا کہ میں نیچے نہیں سو سکتا اور بڑے شفیق خاوند تھے۔ کہتی ہیں جب میں بیمار ہو کر طاہر ہارٹ میں داخل ہوتی تو وہاں بھی میرے ساتھ رہتے اور ہر لحاظ سے خیال رکھتے۔

پھر ان کی بیٹی یہ کہتی ہیں کہ کبھی ہماری امی سے اونچی آواز میں بات نہیں کی۔ ابو صرف ہمارے ابو نہیں تھے بلکہ ہمارے دوست بھی تھے۔ ہم ان سے ہر بات شیئر کر سکتے تھے۔ پھر کہتی ہیں کہ عام طور پر چھوٹے ہوتے میرے کمرے میں ہی نماز تہجد پڑھتے تھے۔ اس دوران مجھے ان کی یہ دعا اب تک یاد ہے جو وہ بار بار پڑھتے تھے کہ

؎ اے قادر و توانا! آفات سے بچانا

بچپن میں سونے سے پہلے ہمیں کہانیاں سناتے۔ جب سویڈن آتے تو میرے بچے چھوٹے تھے ان کو بھی کہانیاں سناتے اور ہمارے ابو ہمارے لیے دعاؤں کا خزانہ تھے۔

پھر ان کی ایک بیٹی کہتی ہیں کہ ان کی ساری عمر یہ روٹین (routine) تھی کہ صبح ناشتے کے بعد دفتر جاتے اور دوپہر دیر سے گھر آتے۔ عصر کے بعد دوبارہ دفتر جاتے اور عشاء کے بعد دیر سے گھر آتے۔ بچپن میں جب ہمیں کبھی Maths میں مدد کی ضرورت ہوتی تو ان کے پاس بچوں کو پڑھانے کا صرف فجر کے بعد ایک گھنٹہ ہوا کرتا تھا۔

ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے معائنہ کی تقریب کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کے بارے میں فرمایا، اس وقت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کارکنان کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے تو جب بیٹھے ہوئے تھے تو اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کو کہا کہ آپ میرے ہی پیالے میں میرے ساتھ کھانا کھا لیں۔ مٹی کے پیالوں میں سالن دیا کرتے تھے۔ تو جو پیالہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے سامنے رکھا انہوں نے چوہدری صاحب کو کہا آپ میرے ساتھ اسی پیالے میں کھائیں۔

آپ حقیقی معنوں میں وقف زندگی کا حق ادا کرنے والے تھے۔ کھانے پینے اور سونے کے علاوہ آپ نے صرف جماعتی کام کیا کوئی وقت ضائع نہیں کیا۔ پھر یہ بیٹی کہتی ہیں کہ جب میں چھوٹی تھی تو ایک بات انہوں نے مجھے سکھائی کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ میں پہلے ہتھیلی کھول کر یعنی ہاتھ پھیلا کر کسی سے کچھ لیتی تھی تو کہتے تھے ایسے نہیں لینا اشارے سے سمجھاتے تھے کہ اوپر سے پکڑنا ہے۔ ایسے انداز میں لینا چاہیے خواہ پیسے ہوں یا کچھ اور ہو۔ یہ بھی تربیت کا ایک اچھا طریقہ ہے۔ دنیاوی چیزوں سے ان کو بالکل محبت نہیں تھی۔ کہتی ہیں میں نے کبھی کسی اور شخص میں یہ خوبی نہیں دیکھی۔ کوئی جتنا بھی بڑا تحفہ ان کو دے دیتا ان کی آنکھوں میں کوئی چمک نہ ہوتی تھی۔ ان کی آنکھوں کی چمک اور دلچسپی صرف جماعتی کاموں میں ہوتی تھی۔ فون بیڈ کے پاس رکھا ہوتا تھا۔ چوبیس گھنٹے وہ ہر ایک کو فون پر available ہوتے تھے۔

پھر ان کی بڑی بیٹی لکھتی ہیں کہ اپنے بچوں پر ان کی گہری نظر ہوتی تھی۔ ان کے جذبات اور احساسات کا بہت خیال رکھتے تھے۔ کبھی ہم پر اپنی ذات سے متعلق کوئی بوجھ نہیں ڈالا یعنی یہ نہیں کہا کہ یہ کر دو وہ کر دو۔ اپنے کام خود ہی کر لیا کرتے تھے۔ ہر وقت ہماری مدد کرنے کی کوشش کرتے۔ میرے بچوں کو بھی پاس بٹھا کر سلسلہ کی باتیں سناتے۔ وقف کی برکات اور خلفاء کے ساتھ اپنے ایمان افروز واقعات سناتے۔ ان کی ہر بات بامقصد ہوتی اور اس کا ہم پر ایک مثبت اثر ہوتا۔

ان کے بیٹے نے بھی یہی لکھا ہے کہ آپ ہمیشہ دو باتوں پر زور دیتے تھے کہ نمازیں اور خلیفہ وقت کا خطبہ کسی صورت میں miss نہیں کرنا چاہیے اور خلیفہ وقت نے جو بھی ارشاد فرمائے ہیں ان پر بھرپور عمل کرنا چاہیے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ کہا کرتے تھے تبلیغ کا ذریعہ اگر کوئی پیدا کرنا ہے تو کینیڈینز (Canadians) پر یہ اثر ڈالو کہ ان کو یہ احساس ہو کہ یہ شخص ہماری عزت بھی کرتا ہے اور ہم سے محبت بھی کرتا ہے۔

جمیل الرحمٰن رفیق صاحب وکیل التصنیف تحریک جدید لکھتے ہیں کہ چوہدری صاحب سے ایک دیرینہ تعلق تھا۔ چوہدری صاحب کے والد صاحب محمد بخش صاحب بڑے دیندار آدمی تھے، نیک خصلت تھے۔ یہی صفات چوہدری صاحب میں منتقل ہوئیں اور پروان چڑھیں۔ ان کے والد محمد بخش صاحب چوہدری فضل احمد صاحب کو دعوت الی اللہ کیا کرتے تھے۔ یہ ساٹھ ستر سال پہلے کی بات ہے اور ان کے والد کی وجہ سے چوہدری فضل احمد صاحب نے احمدیت قبول کر لی اور پھر جمیل الرحمٰن صاحب کا جو مزید تعلق بنا تو کہتے ہیں کہ وہ اس وجہ سے تھا کہ چوہدری فضل احمد صاحب پھر خاکسار کے خسر بنے اور اس تعلق کو پھر انہوں نے خوب نبھایا۔ اس کے علاوہ کہتے ہیں خاکسار کے استاد بھی تھے۔ جب خاکسار بی ایس سی میں تھا تو اس وقت mathematics میں ایم اے کر کے یہ آئے تھے۔ کچھ عرصہ انہوں نے ہمیں پڑھایا۔ بڑی دلجمعی سے پڑھایا کرتے تھے جس سے ہم لوگ بڑے متاثر ہوتے تھے۔ اصول کے بڑے پکے تھے لیکن شفقت کرنے والے تھے اور قابل امداد کارکنان کی در پردہ امداد کیا کرتے تھے۔ خدا کے فضل سے محنتی بہت تھے۔ طبیعت علمی تھی۔ خاص طور پر تاریخ اور جغرافیہ سے خوب واقف تھے اور اس کی تلقین بھی کیا کرتے تھے۔ خدا کے فضل سے جماعتی اموال نہایت احتیاط سے خرچ کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ چند الفاظ کی ایک چٹھی کے لیے پورے سائز کے بجائے نصف کاغذ استعمال کیا کریں۔ ہر معاملے کی تہ تک پہنچتے۔ کوئی معاملہ درپیش ہوتا تو اس کی جزئیات تک کا جائزہ لیتے اور پھر کوئی فیصلہ کرتے۔ یہ خوبی خدا کے فضل سے ان میں بہت نمایاں تھی۔

لئیق ناصر صاحب وکیل الدیوان کہتے ہیں کہ چوہدری صاحب نے مجھے بیان کیا کہ خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ جب صدر خدام الاحمدیہ تھے تو چوہدری صاحب کی بطور معاون اجتماع پر ڈیوٹی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کہا ذرا لنگر خانہ کی صورتحال دیکھ کر آئیں۔ (لنگر اجتماع پر بھی چلا کرتا تھا) دیکھ کے آؤ کھانا کس طرح پک رہا ہے۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں کہ میں چلنے لگا تو حضرت صاحب نے واپس بلا لیا کہ لنگر کے جو انچارج ہیں وہ تو بہت سخت طبیعت کے ہیں۔ وہ تو تمہیں اندر نہیں گھسنے دیں گے۔ تم بغیر کسی اتھارٹی کے جا رہے ہو اور بڑی عمر کے بھی ہیں۔ تو کہتے ہیں میں ان کا معاون تھا حضرت صاحب نے اپنا صدر خدام الاحمدیہ کا بیج اتار کر مجھے لگا دیا کہ اب یہ اتھارٹی تمہارے پاس ہے کہ صدر خدام الاحمدیہ نے بھیجا ہے اور یہ اپنا بیج لگا کر بھیجا ہے اور پھر جاؤ اور جا کے رپورٹ لے کر آؤ۔

جب میں نے تمام ناظران، وکلاء کو ایک دفعہ یہ کہا تھا، بعد میں بھی دو تین دفعہ کہا ہے، کہ باہر جماعتوں میں جائیں اور لوگوں کو ملیں اور میرا اسلام پہنچائیں تو چوہدری صاحب بھی دو دفعہ گئے۔ لکھنے والے کہتے ہیں کہ دو دفعہ میں ان کے ساتھ دورے پر سرگودھا گیا۔ ضلع سرگودھا ان کے سپرد تھا اور کوئی گھر انہوں نے نہیں چھوڑا، ہر گھر تک پہنچے اور جو شخص گھر میں نہیں ملتا تھا، پتہ لگتا تھا کہ وہ ڈیرے پر ہے یا کہیں کام پر گیا ہوا ہے تو آپ وہیں چلے جاتے اور ملاقات کرتے۔ بعض ایسی جگہیں بھی تھیں جہاں گاڑی نہیں جا سکتی تھی تو

بے شمار دفعہ کئی کئی کلومیٹر پیدل چل کر ان لوگوں تک سلام پہنچانے کے لیے پہنچے۔ پھر یہ بھی خاص عادت تھی ان کی کہ اطاعت اور تعمیل پوری کرنی ہے۔ جو پیغام میں نے دیا ہوا تھا وہ کئی دفعہ پڑھتے تھے اور کہتے یہ بھی مجھے ہدایت تھی کہ جب پیغام میں دینے لگوں لوگوں کو تو اگر کہیں میں غلطی میں الفاظ آگے پیچھے کر دوں تو مجھے ٹوک دیا کرو اور بتادیا کرو کہ یہ الفاظ اس طرح ہیں۔ اس حد تک وہ particular تھے۔ پھر یہ کہا کرتے تھے کہ دفتری معاملات میں بھی ان کی ایک مستقل ہدایت تھی کہ جو بھی معاملہ ہو چھوٹا ہو یا بڑا ہو، غلطی بھی ہو گئی ہو تو خلیفۃ المسیح کو باخبر رکھنا ہے اور لازمی طور پر بات ان کے علم میں لائیں۔ اس سے دعا بھی ہو جاتی ہے اور اصلاح بھی ہو جاتی ہے۔ سادگی انتہا کی تھی دورے کے دوران بھی جماعت کو ہدایت تھی کہ کوئی پروٹوکول نہ ہو۔ جب کھانے کا وقت ہوا جہاں موقع ملا کھا لیا۔ بعض دفعہ گاڑی میں بیٹھ کے کھانا کھا لیا۔ بعض دفعہ گاؤں میں پھرتے ہوئے فصل میں کہیں کنارے پہ بیٹھ کے کھانا کھا لیا۔ پھر بعض دفعہ اس دورے کے دوران بعض جماعتیں کہتیں کہ آج ہمارے سے کوئی خطاب کر دیں تو انکار کر دیا کرتے تھے کہ جس بات کا مجھے حکم ملا ہے فی الحال میں صرف وہی کروں گا۔

حضرت مصلح موعودؓ کا یہ ارشاد تھا قادیان والوں کو بھی، ربوہ والوں کو بھی کہ اپنے محلے کی مسجدوں میں نماز ادا کیا کریں۔ آخر وقت تک اس پر بھی کاربند رہنے کی کوشش کرتے رہے۔ اگر مسجد مبارک میں، مرکزی مسجد میں آتے بھی تھے تو کم از کم کوئی نہ کوئی نماز ضرور (محلہ کی مسجد میں) ادا کرتے تھے۔ رات کو بھی دفتر آتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ آپ شام کو دفتر آئے اور کوئی دفتر کھولنے والا نہیں ہوتا تھا تو آپ خود آ کر دفتر کھولتے اور کام کرتے رہتے۔ یہ عادت آپ کو کالج کے دَور سے ہی تھی۔ ایک دلچسپ واقعہ کالج کے دَور کا ہے لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ تعلیم الاسلام کالج کے سٹاف روم میں شام کے وقت بیٹھے کام کر رہے تھے تو مددگار آیا اور ڈبہ دیا جس میں کھانے کی چیز تھی۔ کھولا تو اس میں بریانی تھی یا پلاؤ تھا۔ انہوں نے کہا یہ پرنسپل صاحب نے بھجوایا ہے۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، حضرت مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تھے۔ انہیں معلوم نہیں تھا کہ آپ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے بعد میں ان کو فرمایا کہ مجھے پتہ تھا کہ آپ اس وقت بیٹھے ہوں گے، اس لیے مددگار کو کہا کہ جاؤ وہاں جو کوئی بھی بیٹھا ہو اس کو دے آؤ۔

جب بھی آپ کے گھر کوئی جاتا خود مہمان نوازی کرتے۔ اپنے کارکنوں کو اپنے ماتحتوں کو بغیر تکلّف کے جو کچھ ہوتا پیش کر دیتے۔ لئیق عابد صاحب نے لکھا کہ چھوٹے چھوٹے معاملات میں بہت زیادہ احتیاط سے کام کیا کرتے تھے۔ کوئی بھی ڈرافٹ بل یا خط مکمل پڑھے بغیر سائن نہیں کیا کرتے تھے اور یہ بڑی ضروری چیز ہے افسروں کے لیے کہ بغیر دیکھے سائن نہ کیا کریں۔ وقت کی پابندی کرتے اور ہر کام وقت پر کرنے کی عادت اس قدر پختہ تھی کہ گویا وقت پر سوار ہوں اور جس طرف چاہیں اس کو موڑ لیں۔ اس قدر وقت کی پابندی کے باوجود ادب کے تقاضوں کا بہت لحاظ کرنے والے تھے۔ مسجد میں نماز کے لیے جاتے تو ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے اور گھڑی کی طرف نہیں دیکھتے تھے جیسا کہ عموماً لوگوں کا طریق ہوتا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے تو نماز شروع کیوں نہیں ہوئی، گھڑیاں دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ جب بھی امام آیا اس وقت نماز پڑھ لی۔ باہر سے آنے والے جو مبلغین تھے ان کو نصائح کرتے۔ عموماً یہ نصائح کیا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں بیان ہونے والی تعلیمات پر عمل کریں، اسی طرح ہم ساری دنیا میں احمدیت کی ایک جیسی شکل بنا سکتے ہیں۔

سمیع اللہ سیال صاحب کہتے ہیں ہم نے اکٹھے میٹرک کیا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں پیش ہوئے، وقف کی درخواست کی اور حضور نے وقف از راہ شفقت قبول فرمایا۔ آخر وقت تک تقریباً اکہتر سال تک مختلف حیثیتوں سے خاکسار ان کے ساتھ رہا۔ اپنے اوصاف کے لحاظ سے وہ ایک عظیم انسان تھے۔ ایک ہمدرد، باہمت، ہمہ وقت دین کی خدمت کرنے والے اور خلافت سے بے پناہ عشق رکھنے والے وجود تھے۔ یہ بھی ان کی خصوصیت تھی کہ نئے آنے والے واقفین کی نہایت عمدگی سے تربیت کیا کرتے تھے (اور یہ بہت بڑی خوبی تھی اس لیے میں نے بھی بعض واقفین کو ان کے سپرد کیا کہ ان کی تربیت کریں اور انہوں نے بڑی اچھی طرح ان کی تربیت کی۔)

حلیم قریشی صاحب کہتے ہیں کہ انتظامی معاملات اور مالی معاملات پر بڑی سخت گرفت تھی۔ کبھی بدانتظامی برداشت نہ کرتے۔ مالی معاملات پر گہری نظر رکھتے اور قیمتوں کے بارے میں اَپ ڈیٹ لیتے رہتے۔ اگر کوئی بل آتا اور اس میں دس روپے بھی زائد ہوتے تو پوچھ گچھ کرتے کہ فلاں دکان پر اس چیز کی قیمت سو روپے ہے اور آپ نے ایک سو دس روپے خرچ کیے ہیں۔

امیر محمد قیصرانی صاحب انجنیئر ہیں روٹی پلانٹ جلسہ سالانہ میں۔ کہتے ہیں کہ چودھری صاحب مشورے کو بے حد اہمیت دیتے تھے۔ کوئی بھی فیصلہ کرنے سے قبل متعلقہ عہدے دار یا اس کام کے expert سے مشورہ ضرور کرتے تھے۔ ہر نیا قدم اٹھانے سے پہلے اس کا تفصیلی جائزہ لیتے تھے اور وسیع پیمانے پر مشورہ کرنے کے بعد ہی کسی نتیجہ پر پہنچتے تھے۔ جمعۃ المبارک کو جب عموماً دفاتر بند ہوتے ہیں تو اس وقت روٹی پلانٹ کے ٹرائل کیا کرتے تھے۔ اسی طرح آخری ہفتہ میں تعطیل پر بھی اکثر دفتر جایا کرتے تھے۔ اس بارے میں اپنے ساتھ کام کرنے والوں کو سمجھاتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ہم نے یہ سیکھا ہے کہ جب کبھی بھی ذاتی زندگی میں کسی قسم کی پریشانی یا مشکل ہو تو جماعتی کاموں میں زیادہ وقت دیا کرو۔ اللہ تعالیٰ خود ہی وہ پریشانی دور کر دے گا۔ راہ چلتے لوگوں سے بہت عزت اور پیار سے ملتے۔ ہر شخص سے اس کی دلچسپی کے موضوع پر بات کرتے۔ انجنیئر صاحب کہتے ہیں کہ وفات سے قبل ایک میٹنگ میں تعمیراتی کام میں کچھ تاخیر ہونے پر خاکسار اور دیگر انجنیئرز سے کچھ برہمی کا اظہار کیا تاہم اسی روز چھٹی کے بعد خاکسار کو فون کیا اور ہمیشہ کی طرح مسکراتے ہوئے بولے کہ آج میں نے شاید کچھ سخت الفاظ استعمال کر لیے تھے اس کی معذرت کرنے کے لیے فون کیا ہے اور خاکسار کا حال بھی دریافت کیا۔

حافظ مظفر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ خاکسار کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ریسرچ سیل کی تعمیر کی اصولی منظوری عطا فرمائی۔ چودھری صاحب سے ملنے کی ہدایت عطا فرمائی اور اس وقت موصوف نے تعمیل ارشاد میں دو مجوزہ مقامات میں سے جامعہ میں یہ دفتر تعمیر کروا کے دیا۔ دوران مشاورت فرمایا کہ آپ لوگوں نے آگے بھی جماعتی کام کرنے ہیں۔ ایک تو ہمیشہ سلسلہ کی آئندہ ضروریات مدّنظر رکھنی چاہئیں۔ دوسرے قناعت اور کفایت کا اصول بھی پیش نظر رکھنا چاہیے اور شوقیہ بڑی آفس ٹیبل یا آرام دہ کرسی کے بجائے حسب ضرورت مناسب فرنیچر تیار کروانے پر توجہ دلائی۔

ماجد طاہر صاحب وکیل التبشیر لندن لکھتے ہیں کہ آپ کے وقت کا ہر لمحہ خدمت دین میں گزرا۔ مختلف دفتری معاملات کی کارروائی میں جو بھی خلیفہ وقت کی طرف سے ارشادات ہوتے چودھری صاحب کو پہنچائے جاتے تو فوری طور پر بلا تاخیر ان پر کارروائی فرماتے۔ کئی دفعہ رات کے وقت ارشاد ملتا اور چودھری صاحب اس ارشاد کی تعمیل کے لیے دفتر آ جاتے اور پھر تعمیل کر کے گھر جاتے۔ یقیناً آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑے ہونا، چلنا، بولنا اور خاموش رہنا خلیفہ وقت کے ماتحت تھا۔ جو لوگ قواعد کو خلیفہ وقت کے کہنے سے بھی زیادہ اوپر سمجھتے ہیں اور لکھتے ہیں جی جماعت کے قواعد لکھے گئے انہی پر عمل ہونا چاہیے، ان کو ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ جو خلیفہ وقت ہدایات دیتے ہیں اور جو ارشادات فرماتے ہیں ان پر عمل کریں یہی آپ کے لیے قواعد ہیں۔ اور ویسے بھی قواعد میں ایک اوور رولنگ کلاز (over ruling clause) یہ موجود ہے۔

مبشر ایاز صاحب پرنسپل جامعہ ربوہ لکھتے ہیں کہ جماعتی روایات اور تاریخ کا ایک انسائیکلو پیڈیا تھے۔ اور یہ بالکل صحیح ہے۔ جتنا بھی موقع ملا ایک چیز جو محسوس ہوئی وہ ان کی گرفت اور احاطہ تھا جو ان کے متعلقہ کاموں میں ہوتا تھا۔ کہتے ہیں میں اپنے بعض ساتھیوں کو کہا کرتا ہوں کہ چودھری صاحب جامعہ کے حوالے سے میٹنگ کریں تو وہ ہمیں یہ بھی بتا دیں گے کہ تمہارے جامعہ میں اتنی سیڑھیاں ہیں، اتنے پودے ہیں اور فلاں فلاں جگہ پر یہ کمی ہے یا یہ پودا لگا ہوا ہے۔ بڑی گہرائی سے ہر چیز کو دیکھا کرتے تھے۔ وہ جس معاملے پر میٹنگ لے رہے ہوتے تھے اس کی تمام تر تفصیلات کو اس کی جزئیات سمیت جانتے ہوتے تھے اور اپنے ساتھیوں سے بھی ایسی ہی توقعات رکھتے تھے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ربوہ کی ساری تاریخ تو گویا ان کی آنکھوں اور قلب و ذہن پر نقش تھی۔ چند ماہ قبل مجھے چودھری صاحب سے ملاقات کا موقع ملا۔ میں نے عرض کیا کہ ربوہ کے بعض تاریخی مقامات کے بارے میں بعض پرانے بزرگوں کی بتائی ہوئی باتوں میں کبھی اختلاف سامنے آتا ہے آپ اس کی نشاندہی کروا دیں جس پر انہوں نے کئی باتیں خاکسار کو بتائیں اور تفصیل سے بتایا کہ فلاں فلاں شخص بتا سکتا ہے لیکن اب فلاں کی یادداشت میں کچھ کمزوری ہے، ایسا کرو کہ فہرست بنا کر مجھے بھیج دو پھر تمہارے ساتھ جا کر جتنا مجھے یاد ہو گا بتا دوں گا۔ کہتے ہیں ان کی عاجزی اور انکساری کا یہ عالم تھا کہ خود چائے بنا کر ہمیشہ مجھے دیا کرتے تھے۔ عاجزی اور انکساری کا ایک اَور واقعہ کہتے ہیں کہ چند سال پہلے قادیان جلسہ

پر گئے وہاں لنگر خانے کے نائب نگران محفوظ الرحمٰن صاحب تھے۔ ہم کھڑے باتیں کر رہے تھے تو چوہدری صاحب کا وہاں سے گزر ہوا۔ سلام علیک ہوئی۔ کہتے ہیں اس کے بعد محفوظ صاحب ایک بڑی خاص قلبی کیفیت میں مجھے بتانے لگے کہ چوہدری صاحب عجیب سادہ مزاج آدمی ہیں۔ کہتے ہیں ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے پاس آئے کہ محفوظ صاحب کچھ کھانا ہے؟ جلدی سے کھانا لگا دیں میں ایک میٹنگ سے آیا ہوں اور کوئی پندرہ بیس منٹ تک دوبارہ ایک میٹنگ میں جانا ہے۔ کہتے ہیں کھانے کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ میں نے کہا اچھا فرج میں پڑا ہوا کھانا ہے وہ میں گرم کر کے لاتا ہوں تو آپ اتنی دیر میں جا کر تیار ہو کر آ جائیں۔ فریش ہو کے آ جائیں۔ تو خیر کہتے ہیں میں کھانا گرم کرنے لگا۔ کھانا گرم کر کے جب میں لے کے آیا تو وقت کافی ہو گیا تھا۔ دیکھا کہ چوہدری صاحب کیونکہ وقت کے پابند تھے، وقت پہ میٹنگ پہ جانا تھا اور لگ رہا تھا کہ آپ کھانا کھائیں گے تو لیٹ ہو جائیں گے تو اس سے پہلے ہی ان کو دیکھا کہ ڈائننگ ٹیبل پر جو روٹی کے بچے کچھے ٹکڑے تھے وہ اکٹھے کر کے اور بچی ہوئی دال یا جو بھی سالن تھا اس کے ساتھ کھانا تقریباً ختم کر چکے تھے اور پورے وقت پر میٹنگ کے لیے چلے گئے اور چہرے پر کسی قسم کی ناگواری کے کوئی آثار نہیں تھے کہ تم بڑا لیٹ کھانا کیوں لائے ہو؟ کیا وجہ ہے؟ وہی روٹی کے ٹکڑے کھا لیے اور دال جو بچی ہوئی تھی وہ کھالی یا جو بھی ڈش میں یا پلیٹوں میں تھی اور چلے گئے۔

چوہدری صاحب کا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بھی بڑا وسیع تھا۔ یوں لگتا تھا کہ مستقل طور پر ان کتب کو اپنے زیر مطالعہ رکھتے ہیں اور صرف مطالعہ کی حد تک نہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ حسابی طور پر ایک خاص نظر تھی اس نظر سے بھی کتابوں کو دیکھتے تھے تو غلط نہیں ہو گا۔ ایک ایک بات کا تجزیہ کیا ہوتا تھا اور جو سوال اس پر ہوتے تھے ان کا حل کیا ہوتا تھا یا حل کرنے کی کوشش کی ہوتی تھی اور یہ نصیحت دوسروں کو بھی کرتے تھے کہ جب بھی کتاب پڑھو تو ایک ایک فقرے پر نظر رکھو اور جہاں کوئی سوال پیدا ہو اس کو حل کرنے کی کوشش کرو۔

مبارک صدیقی صاحب کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب لندن تشریف لائے تو میں (حضور) نے ان کو اجازت دی کہ ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس والوں کے ساتھ میٹنگ کر لیں، ایک نشست رکھ لیں۔ کہتے ہیں میں نے جا کے چوہدری صاحب کو عرض کیا کہ یوں خلیفۃ المسیح نے کہا ہے۔ خیر وہ آئے تو میں نے وہاں ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑا لمبا عرصہ خدمات کی توفیق دی ہے۔ بڑے اعزازات سے نوازا ہے، ہمیں اس کامیابی کا راز بتائیں، کوئی نصیحت فرمائیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ایک ہی راز ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے علم اور اپنی عقل کو کچھ نہ سمجھیں اور آنکھیں بند کر کے خلیفہ وقت کی اطاعت کریں۔ ایسی اطاعت ہو کہ آپ کا دل گواہی دے کہ میں نے اطاعت کا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

مرزا جواد صاحب لکھتے ہیں کہ خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی ایک روایت سناتے تھے کہ ایک دفعہ خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے چوہدری صاحب کو بتایا کہ پارٹیشن سے قبل جلسہ کے موقع پر جو باقاعدہ ایک ہفتہ کی ڈیوٹیز لگتی تھیں اس پورے عرصہ میں تمام ڈیوٹی دینے والوں کو صرف ایک بار ایک چائے کی پیالی بطور ریفریشمنٹ ملتی تھی۔ چنانچہ ایک خادم کارکن خوشی خوشی چائے لے کر اپنی رہائش گاہ پر آیا۔ (باقی تو کھانا جو لنگر میں پکتا تھا وہی ہوتا تھا۔ چائے صرف ایک دفعہ کارکن کو مل رہی ہے۔) تو ایک کارکن چائے لے کر اپنی رہائش گاہ میں آیا تو ساتھ بستر میں موجود مہمان سمجھا کہ شاید میرے لیے چائے لے کے آیا ہے۔ کارکن جب اندر کمرے میں داخل ہوا وہاں مہمان لیٹا ہوا تھا وہ سمجھا کہ شاید میرے لیے چائے لے کر آیا ہے۔ مہمان نے خادم سے سوال کے رنگ میں پوچھ لیا کہ کیا میرے لیے چائے لائے ہو؟ تو خادم نے بغیر کوئی احساس دلائے وہ چائے مہمان کو دے دی اور چوہدری صاحب کہتے تھے کہ حضرت خلیفہ ثالثؒ یہ واقعہ بیان کر کے ڈیوٹی دینے والوں کے ایثار کا ذکر فرماتے تھے کہ کیسے ڈیوٹی والے ہر حالت میں قربانی کر کے مہمانوں کا خیال رکھتے تھے۔ چوہدری صاحب کہتے کہ دیکھو ایک وہ دور تھا کہ ہفتے بھر کی ڈیوٹی میں یہ ایک ریفریشمنٹ ہوتی تھی کہ چائے کا کپ ملے گا اور وہ بھی ڈیوٹی کے دوران قربان کرنا پڑتا تھا اور ایک آج کا دور ہے کہ خدا تعالیٰ نے جماعت کو مالی لحاظ سے اس قدر نوازا ہے کہ ہر چھوٹی میٹنگ میں بھی چائے پیش ہونا ایک عام سی بات ہو گئی ہے چنانچہ خدا کے ان فضلوں کا ادراک ہونا چاہیے اور ہمیشہ جماعتی اموال کو احتیاط کے ساتھ فضول خرچی سے بچتے ہوئے خرچ کرنا چاہیے۔

بہرحال باتیں تو بے شمار اَور بھی ہیں یہ چند ایک میں نے لی تھیں۔ اور تو لمبا ہو جائے گا۔ یہیں میں ختم کرتا ہوں اور جو بھی باتیں بیان ہوئی ہیں ان کے بارے میں جو خصوصیات بیان ہوئی ہیں ان میں کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ بے شمار باتیں جو لوگوں نے لکھی ہیں بعض اتنی زیادہ تھیں کہ میں بیچ میں سے لے بھی نہیں سکا اور بلکہ بعضوں کو پڑھ بھی نہیں سکا۔ غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والی شخصیت تھے۔ درویش صفت تھے اور انتہائی محنت کرنے والے تھے۔ ان کے ساتھ میں نے بھی کام کیا ہے اور بڑے نرم انداز میں یہ کام سکھایا بھی کرتے تھے۔ پھر جب ناظر اعلیٰ بنا ہوں تو اس وقت بھی یا امیر مقامی تو اس وقت بالکل ان کا اَور رویہ ہو گیا۔ نہایت اطاعت کے ساتھ انہوں نے وہ وقت بھی گزارا اور خلافت کے ساتھ تو پھر انتہائی وفاداری کے ساتھ ایک احمدی کی حیثیت سے ایک کارکن کی حیثیت سے بیعت کا حق ادا کرنے والے کی حیثیت سے اپنے تمام حق ادا کیے۔ خلیفۂ وقت کی ہر آواز کو اور ہر حکم کو بڑی سنجیدگی سے لیا اور لفظاً نہیں بلکہ حرفاً حرفاً اس پر عمل کیا۔ کبھی کوئی تاویلیں نہیں دیں کہ اس کی یہ تاویل ہوتی ہے یا یہ تاویل ہوتی ہے۔

جامعہ جونیئر سیکشن ایک زمانے میں علیحدہ ایک عمارت تھی۔ مَیں نے ان کو کہا کہ میرا خیال ہے کہ زائد خرچ ہے، ضرورت بھی نہیں ہے اس کو اب بڑے جامعہ میں، سینئر سیکشن میں مدغم کر دیا جائے تو اس وقت ان کی کچھ reservations تھیں، کچھ اَور بزرگوں کی بھی تھیں۔ میں نے رائے مانگی تھی تو انہوں نے اپنی رائے دی کہ نہیں ہونا چاہیے لیکن بعد میں جب میں نے فیصلہ کر دیا تو بغیر کسی چون و چرا کے فوری طور پر اسی وقت عمل درآمد کروا کے، میرا خیال تھا کہ چند دن لگیں گے، چوبیس گھنٹے کے اندر اندر اس پر عمل درآمد کروا کے مجھے رپورٹ بھی دے دی کہ یہ سب کچھ ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور خلافت کو ان جیسے سلطان نصیر ملتے رہیں۔

حالات کے متعلق بھی دعا کرتے رہیں۔ پاکستان کے حالات اللہ تعالیٰ جلد بدلے اور وہاں احمدیوں کو آزادی سے اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا ہو۔

دوسری اہم بات یہ بھی میں کہنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں کورونا کی جو وبا پھیلی ہوئی ہے اس میں احمدی بھی احتیاط کا جو حق ہے وہ نہیں ادا کر رہے۔ نہ یو کے میں نہ امریکہ میں نہ پاکستان میں نہ کسی اَور ملک میں۔ پوری طرح احتیاط کرنی چاہیے۔ ماسک وغیرہ پہننا چاہیے۔ ماسک پہنا ہوتا ہے تو ناک ننگا ہوتا ہے حالانکہ ناک ڈھکا ہونا چاہیے۔ یا گردن کے اوپر ماسک رکھا ہوتا ہے تو اس ماسک پہننے کا فائدہ کیا؟ پھر آپس میں قریب ہو کے ملنا، سوشل ڈسٹینسنگ (social distancing) نہیں رکھتے اور جو قواعد گورنمنٹ نے مقرر کیے ہوئے ہیں حکومت نے باتیں بتائی ہوئی ہیں ان پر عمل نہیں کرتے۔ تو ان ساری باتوں پر ہمیں عمل کرنا چاہیے۔ نہیں تو یہ وبا اسی طرح پھر ایک دوسرے سے پھیلتی چلی جائے گی۔ اور یہ بھی کوشش کرنی چاہیے کہ آج کل کم سے کم سفر کریں۔ بلا وجہ غیر ضروری سفر کو avoid کریں۔ یورپ سے پاکستان جانے والے بھی احتیاط کریں، آج کل نہ ہی جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ اس وبا کو جلد دور کرے اور جو احمدی بیمار ہیں ان کو بھی اور جو احمدی نہیں ہیں دوسرے لوگ بھی جو بیمار ہیں ان کو بھی شفا عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد مَیں ان شاء اللہ چوہدری صاحب کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

بقیہ: فرمانِ خلیفۂ وقت ...... از صفحہ 1

ماحول پیدا کرنا ہو گا۔ جب تک ہمیں یہ حاصل نہیں ہوتا، ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔

جیسا کہ مَیں گزشتہ ایک خطبہ میں بتا چکا ہوں۔ آجکل دنیا سمٹ کر قریب تر ہو گئی ہے۔ گویا ایک شہر بن گئی ہے بلکہ یہ کہنا چاہئے ایک محلہ بن گئی ہے۔ ہزاروں میل دُور کی برائی بھی ہر گھر میں الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ پہنچ گئی ہے اور ہر ملک کی جو خواہ ہزاروں میل دور ہے، اچھائی بھی ہر گھر تک پہنچ گئی ہے۔ مجموعی لحاظ سے ہم دیکھیں تو برائی کے پھیلنے کی شرح اچھائی کے پھیلنے کی نسبت بہت زیادہ تیز ہے۔ پھر جیسا کہ مَیں پہلے بھی کئی موقعوں پر ذکر کر چکا ہوں اچھائی اور برائی کا معیار بدل گیا ہے۔ ایک چیز جو اسلامی معاشرے میں برائی ہے، دنیا دار معاشرے میں جو اب تقریباً لا مذہب معاشرہ ہے، اس میں وہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کو ہم برائی سمجھتے ہیں۔ یہ ان کے نزدیک بہت معمولی سی چیز ہے بلکہ اچھائی سمجھی جانے لگی ہے۔

(خطبہ جمعہ 10/ جنوری 2014ء بحوالہ الاسلام)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

گی تو ہمارے پاس کچھ اور تو ہے نہیں چلو اپنا گھونسلہ اور اپنا آشیانہ توڑ کر نیچے پھینک دیتے ہیں۔ ان لکڑیوں کو جلا کے وہ آگ سینک لے گا۔ انہوں نے تنکا تنکا کر کے اس گھونسلے کو نیچے پھینک دیا تو مسافر نے اس کو جلایا اور اس کو غنیمت جانا اور آگ لگا کے ٹھنڈ سے بچنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد پرندوں نے مشورہ کیا کہ مہمان کو یہ آرام تو پہنچ گیا اس کے لئے کھانے کا بھی کوئی انتظام ہونا چاہئے۔ اور تو ہمارے پاس کچھ ہے نہیں ہم خود ہی اس آگ میں جا گرتے ہیں۔ جب بُھن جائیں گے تو مسافر کھالے گا۔ (ذکر حبیب صفحہ 85 تا 87 مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ)

تو اس طرح انہوں نے مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔ تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت اماں جان کو یہ کہانی سنائی کہ اس طرح مہمانوں کی خدمت کرنی چاہئے۔ آپ یہ نمونہ اپنے لوگوں میں قائم کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے مہمان نوازی کے لئے ہمیشہ یہ ذہن میں رہنا چاہئے کہ قربانی کرنی پڑتی ہے اور چاہے جتنی مرضی سہولتیں ہوں کچھ نہ کچھ ماحول کے مطابق قربانی کرنی ہی پڑتی ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ مہمان کا آنا رحمت کا باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ مہمان کے لئے بہرحال قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ یہ مہمان نوازی کے طریقے اور سلیقے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں سکھانا چاہتے ہیں اور ہم سے توقع رکھتے ہیں اس کا آج کل اظہار ہونا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا سردار یا معزز آدمی آئے تو اس کی عزت و تکریم کرو۔

(سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب اذا أتاکم کریم قوم فاکرموہ)

ایک اور واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی کا ہے کہ ایک ہندو حضرت اقدسؑ کے حضور حاضر ہوا۔ کیونکہ ہندوؤں کا ایک خاص مزاج ہوتا ہے اور کھانے پینے کا بھی اپنا ایک طریقہ ہوتا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کے لئے تو کوئی مسئلہ نہیں تھا لنگر جاری تھا لوگ آتے تھے، کھاتے تھے۔ لیکن ہندو مہمان کے لئے خاص انتظام کرنا پڑا اور وہ انتظام چونکہ دوسروں کے ہاں کرانا ہوتا تھا اس لئے ظاہر میں اس کی مشکلات بھی ہوتی تھیں۔ تو اس موقعے پہ بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان نوازی کا پورا اہتمام فرماتے تھے۔ جب وہ آیا اور آپ سے ملاقات کی تو آپؑ نے فرمایا یہ ہمارا مہمان ہے، اس کے کھانے کا انتظام بہت جلد کر دینا چاہئے۔ ایک شخص کو خاص طور پر حکم دیا کہ ایک ہندو کے گھر اس کے لئے بندوبست کیا جاوے۔ (سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ جلد اول صفحہ 142)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تو یہ ہے کہ ایسے غیر جو آتے ہیں ان کے لئے انتظام علیحدہ ہوتا ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ جتنا بہترین انتظام ہو سکے، کیا جائے۔ ان رش کے دنوں میں لیکن اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ ڈیوٹی والے بھی اور عام لوگ بھی ایسے لوگوں کے آنے جانے کے وقت میں بھی کوئی ایسا واقعہ نہ ہو جو کسی قسم کی تکلیف کا باعث بنے۔ اس لئے ایک تو کوئی نہ کوئی معاون انتظامیہ کو ان لوگوں کے ساتھ ہمیشہ رکھنا چاہئے تا کہ چیکنگ وغیرہ کے وقت میں کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہو۔ بعض دفعہ اس کے علاوہ بھی بعض احمدی اپنے ساتھ کسی غیر کو جلسہ دکھانے کے لئے لے آتے ہیں تو ان کا بھی انتظامیہ کو خیال رکھنا چاہئے۔ ایک تو اس لئے بھی کہ اس شخص کے بارے میں تسلی ہو جائے اس کے لئے بھی ضروری ہے اور دوسرے مہمان نوازی کے تقاضے کے لئے بھی۔ تسلی کے لئے اس لئے ضرورت پڑتی ہے کہ بعض دفعہ بہت تھوڑے عرصے کی واقفیت ہوتی ہے اور دعوت الی اللہ کے شوق میں لوگ بعض دفعہ بعض غلط لوگوں کو بھی لے آتے ہیں اس لحاظ سے احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ بہرحال غیر محسوس طریقے پر یہ نہ ہو کہ اتنی چیکنگ شروع ہو جائے کہ اگلے کو احساس ہو جائے، اگر کوئی صحیح بھی ہے تو اس کو برا لگنے لگ جائے، دونوں صورتوں کے لئے ہر وقت ایک خاص انتظام رہنا چاہئے۔

ایک روایت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مغرب کی نماز کے بعد مجلس میں بیٹھے تو میر صاحب نے عبدالصمد صاحب آمدہ از کشمیر کو آگے بلا کر حضور کے قدموں میں جگہ دی اور حضرت اقدسؑ سے عرض کیا کہ ان کو یہاں ایک تکلیف ہے کہ یہ چاولوں کے عادی ہیں اور یہاں روٹی ملتی ہے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُتَکَلِّفِیۡنَ۔ ہمارے مہمانوں میں سے جو تکلف کرتا ہے اسے تکلیف ہوتی ہے اس لئے جو ضرورت ہو کہہ دیا کرو۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ ان کے لئے چاول پکوا دیا کرو۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 482 البدر ۱۴ نومبر ۱۹۰۲ء)

(خطبہ جمعہ 23؍ جولائی 2004ء)

تاثرات / آراء

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ بخیریت ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت سے رکھے اور ہمیشہ مقبول خدمت دین کی توفیق سے نوازتا رہے۔

روزانہ کی طرح آج کا اخبار بھی بہت عمدہ تھا۔ د، طاہر صاحبہ کا مضمون ''ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی'' پڑھ کر بہت مزہ آیا۔ واقعی ہمارا پیارا اللہ کیسے کیسے کن کن حالات میں غیر ممکن کو ممکن بنا دیتا ہے۔ انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ دلوں میں چھپی پاک خواہشات کو کیسے حیرت انگیز رنگ میں پورا فرما دیتا ہے۔ بلاشبہ وہ قادر و قدیر ہے۔ پرندے پیسیفک گولڈن پلوور کی کہانی پڑھ کر بھی یہی نتیجہ نکلا۔ ہر انسان سچے دل سے سوچے تو یہی سامنے آتا ہے کہ ''ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی''

اللہ پاک ہمیشہ ہمیں اپنی حفظ و امان میں رکھے، اپنے فضلوں سے نوازتا رہے، آمین

اخبار کا سارا انتخاب ہی خوب ہے۔ درثمین احمد صاحبہ کا مضمون ''صحابیات کے حیا کے نمونے'' بھی بہت عمدہ تحریر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے والا بنائے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی ٹیم کو بہترین جزائے خیر سے نوازے،

والسلام، طالب دعا

خاکسار مبارکہ شاہین

ڈارمشٹڈ، جرمنی

آج کی دعا

سَلَامٌ عَلَیۡکُمۡ طِبۡتُمۡ (تذکرہ صفحہ:404)

ترجمہ: تمہارے لئے سلامتی ہے، خوش رہو۔

یہ خیر و سلامتی کی الہامی دعا ہے جو کہ ایک سے زائد مرتبہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوئی۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا ادراک بھی ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا۔ 9 ستمبر 1903ء کو آپ نے فرمایا کہ مجھے الہام ہوا کہ سَلَامٌ عَلَیۡکُمۡ طِبۡتُمۡ یعنی تمہارے لئے سلامتی ہے، خوش رہو۔ پھر کیونکہ بیماری وبائی کا بھی خیال تھا (اُن دنوں میں طاعون کی وبائی بیماری پھیلی ہوئی تھی) تو اس کا علاج خدا تعالیٰ نے یہ بتلایا کہ اس کے ناموں کا وِرد کیا جائے۔ یَاحَفِیۡظُ، یَاعَزِیۡزُ، یَارَفِیۡقُ یہ تین نام بتائے گئے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28مارچ 2008)

اللہ تعالیٰ جماعت کے ہر فرد کے لئے صحت وسلامتی، خیروبرکت اور فضل ورحم کے سامان فرمائے۔ اس وبائی بیماری (کرونا) سے سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

(مرسلہ: مریم رحمٰن)

مترجم: ابوسلطان

ڈائری مکرم عابد خان صاحب (حصہ دوم) جنوری 2021

ایک ماہ سے زائد عرصہ گزر چکا ہے کہ یوکے دنیا کا وہ پہلا ملک ہے جس نے کرونا وائرس کی ویکسین کی منظوری دے دی ہے، جس پر خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھا کیا اب اسلام آباد (مسجد مبارک) جلد کھل جائے گی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

"یہ اس وقت تک بند رہے گی جب تک متعلقہ ادارے اس بات کا اعلان نہ کر دیں کہ اس کا کھولنا لوگوں کے لئے خطرہ کا باعث نہیں ہے۔ ہم کوئی بھی خطرہ مول نہیں لیں گے۔ بلکہ احتیاط سے کام لینا زیادہ بہتر ہے۔ محض ویکسین آجانے سے ہر چیز چند ہفتوں میں ٹھیک نہیں ہو جائے گی بلکہ یہ کچھ مزید وقت لے گی۔"

اگرچہ اسلام آباد (یوکے) ابھی تک بند ہے اور ہمارے جلسے اور اجتماعات گزشتہ ایک سال سے کینسل ہو چکے ہیں تاہم احمدیہ مسلم جماعت کی ترقی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی میں بڑھتی جا رہی ہے۔ حضور کی زندگی کا ہر لمحہ اسلام کی خدمت اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پورا کرنے کی سعی میں صرف ہوتا ہے۔

جون (2020) میں خاکسار نے اس وبا کے ابتدائی ایام کے بارے میں ڈائری لکھی تھی۔ اب اس دوسرے حصہ میں کئی واقعات اور یادداشتیں لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اس راہنمائی کا بھی جو اس دوران خاکسار نے ذاتی طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے حاصل کی۔

ایک نئے باب کا آغاز

جولائی کے وسط میں ایک ملاقات کے دوران خاکسار نے حضور سے پوچھا کہ ایک احمدی دوست نے پوچھا ہے کہ کیا فیملی ملاقاتوں کے دوبارہ آغاز کی جلد کوئی صورت دکھائی دیتی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

"اس وقت فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ دوبارہ شروع کرنا ممکن نہیں ہے۔ مگر چند ہفتوں میں، میں دنیا کے مختلف ممالک کے وفود سے آن لائن ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کر رہا ہوں۔ (ان وفود کو) مارچ اور اپریل میں یوکے آنا تھا مگر کووڈ کی وجہ سے نہیں آسکے جب یہ میٹنگز شروع ہوں تو تم نے بھی شامل ہونا ہے۔"

کئی ہفتوں کی بے تابی سے انتظار کے بعد پہلی میٹنگ 15 اگست 2020 کو کینیڈا کی مجلس اطفال الاحمدیہ کے 220 ممبران کے ساتھ منعقد ہوئی۔ جب میں حضور انور کے کمرہ میں داخل ہوا تو ایک بڑا ٹیلی وژن حضور انور کے بالکل سامنے رکھا گیا تھا جہاں بالعموم ملاقات کے وقت ملاقات کے لئے آنے والے بیٹھتے ہیں۔

ویڈیو کال ملتے ہی کینیڈا کے اطفال جو بیت الاسلام مسجد (پیس ولج) میں اکٹھے تھے کھڑے ہو گئے جنہیں دیکھ کر حضور انور مسکرائے اور السلام علیکم کہا۔ دوران ملاقات ایک سوال کے جواب میں کہ حضور انور دوبارہ کینیڈا کب تشریف لائیں گے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"اس میٹنگ کے ذریعہ سے مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ میں کینیڈا میں ہی ہوں۔ میں مسجد دیکھ رہا ہوں اور وہ جگہ بھی جہاں ایک کینیڈین جرنلسٹ نے میرا انٹرویو کیا تھا۔ میں وہ ہال بھی دیکھ رہا ہوں جہاں تم سب بیٹھے ہو۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے میں تمہارے ساتھ ہی ہوں۔""

ملاقات کے اختتام پر خاکسار نے حضور انور سے دریافت کیا کہ کیا اس میٹنگ کے کچھ حصے ایم ٹی اے کے پروگرام "This week with Huzoor" میں شامل کر لیں تاکہ دنیا بھر کے احمدی اس ملاقات سے مستفیض ہو سکیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

"ہاں۔ تم دکھا سکتے ہو۔ یہ ایک اچھی چیز ہو گی۔"

وبا کے دوران دنیا بھر کا سفر

پہلی آن لائن ملاقات کے بعد پروگرام 'This week with Huzoor' کے توسط سے ہم نے حضور انور کی میٹنگز ایم ٹی اے پر دکھائی ہیں جن میں مختلف ممالک کی مجالس عاملہ، مربیان، ذیلی تنظیموں، جامعہ اور وقف نو کلاسز شامل ہیں۔

جامعہ احمدیہ انڈونیشیا سے میٹنگ سے ایک دن پہلے حضور انور نے خاکسار کو مخاطب کر کے فرمایا "کل انڈونیشن جامعہ کے ساتھ کلاس ہے اس لئے تم کل میرے ساتھ انڈونیشیا کی سیر کر لینا، ادھر بیٹھے بیٹھے۔"

ان آن لائن ملاقاتوں میں شاملین خلیفہ وقت کی علم و حکمت، راہنمائی اور دعاؤں سے مستفیض ہوئے۔ بہت سی کلاسز اپنے معینہ وقت سے زیادہ دیر تک چلتی رہیں مگر پھر بھی شاملین نے اظہار کیا کہ اچھا ہوتا اگر یہ کلاسز کچھ دیر مزید چلتی رہتیں۔ ہر میٹنگ کے آغاز پر حضور انور استفسار فرماتے کہ کیا سب شاملین کرونا کے حوالہ سے محفوظ ماحول میں بیٹھے ہیں اور اپنے ملک کے قوانین اور سرکاری ہدایات پر عمل کر رہے ہیں۔

حال ہی میں مجلس اطفال الاحمدیہ کے ایک ممبر نے جو آن لائن ملاقات میں شامل ہوا تھا خاکسار کو لکھا کہ اسے اور دیگر بچوں کو ملاقات سے دو گھنٹے پہلے آنے کا کہا گیا تھا اور انہیں ہال میں ٹھنڈ میں بیٹھنا پڑا۔ اس نے مزید لکھا کہ جوں ہی ملاقات شروع ہوئی وہ اپنی تکلیف کو بھول گیا اور حضور انور سے ملاقات کی سعادت پر خوش ہونے لگا۔ بعد ازاں خاکسار نے یہ بات حضور انور سے عرض کی تو آپ نے فرمایا:

"تمہیں فوراً اس ملک کے صدر خدام الاحمدیہ سے رابطہ کر کے ان سے پوچھنا چاہئے کہ بچوں کو کیوں ٹھنڈ میں بٹھایا گیا۔ ان کے لئے مناسب گرمائش کا انتظام کرنا چاہئے تھا اور ہر بچے کا محبت اور پیار سے خیال رکھنا چاہئے۔"

الحمد للہ یہ آن لائن ملاقاتیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے بھی باعث مسرت ہیں۔ جیسا کہ ماریشس کی نیشنل مجلس عاملہ سے میٹنگ کے دوران حضور انور نے فرمایا:

"یہ آن لائن ملاقاتیں بہت مفید ثابت ہو رہی ہیں جیسا کہ میں مختلف ممالک کے احمدیوں سے براہ راست بات کر سکتا ہوں۔ وہ اپنے مسائل براہ راست مجھے بتا سکتے ہیں اور میں براہ راست انہیں ہدایات دے سکتا ہوں۔ یہ پوری جماعت کو قریب لانے کا باعث بن رہی ہیں اور یہ بات ثابت کرتی ہے کہ جماعتی ترقی ہر حالات میں جاری رہے گی انشاء اللہ۔ حتیٰ کہ اس وبا میں بھی۔"

حقیقی عاجزی

خاکسار نے اپنے والد صاحب کے متعلق ایک مضمون حضور انور کی خدمت میں پیش کیا جو چند ہفتے حضور انور کے پاس رہا اور جب مجھے واپس ملا تو میں اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا۔ ایک تو اس مضمون کے ساتھ حضور انور کے دست مبارک سے لکھا ہوا دعاؤں بھرا خط میرے اور میرے والد صاحب کے لئے تھا، دوسرا اس محبت نامہ کی ابتدائی سطر یوں تھی۔

"پیارے عابد، میں نے تمہارا مضمون اب پڑھا ہے، میں اس تاخیر پر معذرت خواہ ہوں۔"

کیا دنیا کا کوئی اور لیڈر ہے، جو اپنے غلام سے معذرت کرے؟

دوران شاپنگ ایک اہم فون کال

خاکسار اپنی اہلیہ کے ساتھ Ikea جو Croydon میں ہے، شاپنگ کے لئے گیا ہوا تھا کہ اچانک دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے کال موصول ہوئی اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ حضور انور میرے ساتھ بات کریں گے۔ فون پر حضور انور نے بتایا کہ انہوں نے اس ہفتہ کی This week with Huzoor کی قسط ملاحظہ فرمائی ہے جو اگلے دن ایم ٹی اے پر چلنی تھی۔ اس قسط میں جرمنی کی نیشنل عاملہ سے ملاقات بھی شامل تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آخر کیوں خاکسار نے جرمنی کے نیشنل سیکرٹری امور خارجہ کے ساتھ حضور انور کی احمدی مسلمانوں کے اسائلم کے حوالہ سے گفتگو شامل نہیں کی۔ جس پر خاکسار نے عرض کیا کہ حضور! میرا خیال تھا کہ یہ ایک اندرونی معاملہ ہے اور یہ بھی کہ اس کو شامل کرنے سے سیکرٹری امور خارجہ اور امیر صاحب جرمنی کو شرمندگی ہو گی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

"جرمنی کے کئی احمدی مجھے لکھتے ہیں اور انکا خیال ہے کہ مجھے ان کی تکلیف کا علم نہیں ہے اور ممکن ہے کہ کچھ ایسے بھی ہوں جن کا خیال ہو کہ ان کے کیسیز اور مشکلات میرے لئے اہم نہیں ہیں اور یہ کہ میں نے ان کی مدد اور معاونت کے لئے کوئی عملی اقدام نہیں کئے۔ یہ مکمل طور پر غلط ہے۔ اس لئے اس غلط خیال اور غلط فہمی کو مٹانے کے لئے جو خلافت کے بارے میں ہے، ضروری ہے کہ اس حصہ کو شامل کیا جائے۔"

حضور انور نے فرمایا:

"ہر احمدی مسلمان کی زندگی میرے لئے نہایت اہم اور قیمتی ہے اور میں نے کئی بار نیشنل عاملہ کے ممبران کو ہدایت کی ہے کہ جن احمدی مسلمانوں نے انکے ملک میں اسائلم کیا ہوا ان کی مدد اور معاونت کیا کریں۔ جرمنی کے احمدیوں کو اس بات کا پتہ ہونا چاہئے۔"

اپنے عقائد کا ادراک

دوران ملاقات خاکسار نے عرض کیا کہ پوپ Francis نے ہم جنس پرستی کے حق میں اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

"دیگر لوگوں کی طرح ہم جنس پرستوں کے شہری حقوق کا تحفظ ہونا بھی ضروری ہے، تاہم دنیا کے بڑے مذاہب کا موقف اس حوالہ سے واضح ہے کہ اس طرح کے ملاپ ان کی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ دراصل پوپ نے جس رائے کا اظہار کیا ہے وہ اس بات کا پرتو ہے کہ کس طرح معاشرہ مذاہب سے دور ہو رہا ہے اور کس طرح اکثر مذاہب لوگوں کو

تعلیم پر چل رہے ہیں۔ بجائے اس مذہب کی تعلیم پر چلنے کے جو انسانیت کی راہنمائی کے لئے آئی تھی۔ اس لئے اگر میڈیا ہمارے مؤقف کے بارے میں سوال کرے تو تمہیں یہی جواب دینا چاہیئے کہ ہم قرآن کریم کو مانتے ہیں اسلئے ہم ایسے (ہم جنس پرستوں کے) ملاپ کی اجازت نہیں دے سکتے'۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا:

''میڈیا پر گفتگو کرتے ہوئے تمہیں اور ہمارے سب احمدیوں کو جو میڈیا سے جڑے ہوئے ہیں، جرات اور حکمت سے کام لینا چاہیئے۔ کچھ لوگ یا تنظیمیں ہمارے خلاف محاذ آرائی کریں گے اور مخالفت کریں گے جس کی وجہ ہمارا اسلام کی سچائی پر یقین ہے۔ ہمیں حکمت سے کام لینا ہوگا لیکن دوسروں سے کبھی خوفزدہ نہیں ہونا اور صرف خدا سے ڈرنا ہے۔ یہی وہ پہلو ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو دوسروں سے ممتاز کرتا ہے کہ ہم اپنے مذہب کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں۔ ہم اپنی روایات کو قائم رکھے ہوئے ہیں اور اپنے مذہبی اصول و ضوابط کا تحفظ کرتے ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ سچائی ہمارے ساتھ ہی ہے۔''

فرانس میں دہشت گردی اور حقیقی اسلامی ردعمل

اکتوبر 2020 کے وسط میں ایک فرانسیسی استاد Samuel Paty کو ایک نام نہاد مسلمان نے بے دردی سے قتل کر دیا جس کے بعد Nice میں دہشت گرد حملہ ہوا اور دو سے تین لوگوں کو گلا دبا کر مار دیا گیا۔ بعد ازاں فرانس میں آنحضور ﷺ کے ہتک آمیز کارٹون دوبارہ شائع کئے گئے۔

اس دہشت گرد حملہ پر حضور انور نے جو ردعمل اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی اس کے مطابق فرانس کی جماعت نے دہشت گرد حملوں میں قتل ہونے والوں کے لئے اپنے ہمدردانہ جذبات کا اظہار کیا۔ اور ان حملوں کی جماعت نے شدید الفاظ میں مذمت کی۔ پھر پہلے حملے کے بعد جماعت کے افراد Samuel Paty کے قتل کی جگہ پر گئے اور انہوں نے Love for all hatred for none کے بینرز اٹھا رکھے تھے۔ اور اس سکول میں پھول بھی چڑھائے جہاں اس استاد کا قتل ہوا تھا۔

خدا سب تدبیر کرنے والوں میں سے بہتر ہے

Nice میں دہشت گرد حملے سے ایک دن پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بیان جو آپ نے ڈکٹیٹ کروایا تھا اور جس میں پہلے دہشت گرد حملے کی تردید کی گئی تھی، تیار تھا۔ اور اگلے دن جب Nice میں دہشت گرد حملہ ہوا تو اس بیان میں کچھ ترمیم کرکے فوری طور پر حضور انور کی طرف سے یہ بیان شائع ہو گیا۔ جس کا سوشل میڈیا میں خوب چرچا ہوا۔ اگلے روز حضور انور سے ملاقات کے دوران آپ نے فرمایا:

''گزشتہ روز جس طرح سے ہر چیز وقوع پذیر ہوئی کہ میں نے پہلے سے ایک بیان لکھوایا ہوا تھا جس میں فرانس میں دہشت گرد حملے کی مذمت کی گئی تھی اور میں نے تمہیں تفصیلی نوٹ بھی لکھنے کا کہا ہوا تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے طے شدہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ کیا ہونے والا ہے کہ ایک اور بربریت والا دہشت گرد حملہ ہونے والا ہے اور اس بارمیری طرف سے ایک بیان ضروری تھا۔ یوں ہر چیز پہلے سے ہی تیار تھی جس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ اور بہت سے لوگوں کو ہماری جماعت کا تعارف ہوا اور انہیں پتہ چلا کہ اسلام کا دہشت گردی یا انتہاپسندی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔''

دوران گفتگو حضور انور نے مزید فرمایا: ''ہاں یہ درست ہے کہ دونوں بیان بروقت تیار تھے جیسا کہ میں نے کہا تھا اور یہ اللہ کی مدد اور نصرت سے ہوسکا۔ تم نے مجھے بتایا ہے کہ کچھ غیر مسلموں نے میرے بیان کی تعریف کی ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا تم نے ان سے رابطہ کیا ہے؟ کیا تم نے لوکل جماعتوں کو بتایا ہے کہ وہ وہاں رہتے ہیں اور یہ کہ ایسے لوگ خاص طور پر زیر تبلیغ ہونے چاہئیں۔ کیا تم نے میرے بیان کے زیادہ سے زیادہ تراجم کروائے ہیں؟ میں نہیں چاہتا اور نہ امید رکھتا ہوں کہ تم اتنے پر ہی خوش ہوکر بیٹھ جاؤ بلکہ تمہیں ہر لمحہ قدم آگے بڑھانے کی فکر ہونی چاہیئے، مستقبل کی فکر کرتے ہوئے بجائے ماضی کے بارے میں سوچتے رہو۔''

حضور انور نے مزید فرمایا:

''اگر سوشل میڈیا یا دیگر کسی بھی ذریعہ سے تم دیکھو کہ کوئی غیر مسلم یا غیر احمدی ہمارے پیغامات یا عقائد کو پسند کرتا ہے یا ان کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے تو تمہیں یا جو کوئی بھی ہمارے آفیشل اکاؤنٹ کو چلا رہا ہے اس کو ایسے لوگوں تک بلاواسطہ یا لوکل جماعت کے ذریعہ رسائی حاصل کرنی چاہیئے تاکہ ایسے لوگوں کو مزید توجہ پیدا ہوا اور وہ حقیقی اسلام کے بارے میں مزید جان سکیں۔ اگر تم اس نقطہ نظر سے کام کرو گے اور لگن سے محنت کروگے تو پھر ہی کہا جاسکتا ہے کہ تم اچھا کام کر رہے ہو۔''

غیروں کی سیاست

فرانس کی حکومت نے جب دوبارہ ہتک آمیز کارٹون شائع کئے تو ترکی کی حکومت نے فرانس کی اشیاء کا بائیکاٹ کرنے کا اعلان کیا۔ ایک ملاقات کے دوران میں نے ترکی کی حکومت کے ردعمل کا حضور انور سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا:

''فرانس کی اشیاء کا بائیکاٹ کرنا کوئی قابل قدر اقدام نہیں ہے'' دنیا اس قدر مربوط ہو چکی ہے کہ ایسی کوششیں لازماً ناکام ہوں گی۔ لاکھوں مسلمان فرانس میں رہتے ہیں تو وہ کیا کریں گے؟ وہ اپنے ملک میں رہتے ہوئے کس طرح کسی چیز کی خریداری سے رک سکتے ہیں۔ اس طرح کی بائیکاٹ کی اپیل ڈنمارک میں آنحضرت ﷺ کے بارے میں بنائے جانے والے کارٹون کے بعد بھی کی گئی تھیں۔ جبکہ میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ ایسے جواب جذباتی ہیں اور دلیل پر مبنی نہیں ہیں۔''

حضور انور نے مزید فرمایا:

''ہمارا جواب ایسی صورت میں لازماً یہ ہونا چاہیئے کہ ہم آنحضور ﷺ کے حقیقی کردار کو ظاہر کریں اور اس حوالہ سے میں نے اب اس دور میں توجہ دلانی شروع نہیں کی بلکہ یہ طریق خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ہے، جب آنحضرت ﷺ اور آپ کی ازواج مطہرات کے بارے میں توہین آمیز کتاب ''امھات المومنین'' شائع ہوئی تھی۔''

حضور انور نے مزید فرمایا:

''اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ کے دور میں ایک اور پرجوش کتاب ''رنگیلا رسول'' شائع ہوئی تاکہ آنحضرت ﷺ کی کردار کشی کی جاسکے۔ اس وقت بائیکاٹ کرنے کی بجائے یا فساد برپا کرنے کی بجائے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ آنحضرت ﷺ کے پاکیزہ کردار کے بارے میں جلسے اور دیگر پروگرام منعقد کریں۔''

پھر ترکی کے صدر کے خفیہ عزائم کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

''حقیقت یہ ہے کہ ترکی کا صدر اس معاملہ میں سیاست کھیل رہا ہے تاکہ وہ اپنی جگہ مضبوط کر سکے اور مسلم دنیا میں اپنا رعب پیدا کر سکے۔ یہ آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے کہ وہ مسلمانوں کا سربراہ بننے کی کوشش کر رہا ہے۔''

حضور انور نے مزید فرمایا:

''بطور احمدی، ہم کبھی بھی انسانوں کی بنائی ہوئی خلافت کو قبول نہیں کریں گے یا کسی سیاسی لیڈر کو جو اسلام کے نام پر کھڑا ہو۔ ہم ہمیشہ اسی پر عمل کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے جو یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ جو پیغمبر اسلام ہیں ان کی ہر معاملے میں اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ تعلیمات پر عمل پیرا ہیں جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق تشریف لائے ہیں۔''

5 نومبر 2020 کو جب ان دہشت گرد حملوں کے بعد فضا کچھ صاف ہوئی تو حضور انور نے مجھے فرمایا کہ اب وقت آگیا ہے کہ غیر مسلم دنیا کو بھی بھرپور جواب دیا جائے۔

حضور انور نے فرمایا:

''ہم نے غیر مسلموں کے حق میں بہت کچھ کہہ لیا ہے اب وقت آگیا ہے کہ ہم آواز بلند کریں اور غیر مسلم دنیا کی طرف سے مسلمانوں کی تحقیر کی مذمت کریں۔''

اگلے دن ہی خطبہ جمعہ میں حضور انور نے اس موضوع پر بھی روشنی ڈالی اور فرنچ صدر کے اس بیان کہ اسلام مشکلات میں گھرا ہوا ہے کے جواب میں فرمایا:

''ایک تقریر میں اس (Macron) نے کہا ہے کہ اسلام مشکلات میں گھرا ہوا ہے، بہرحال یہ بات واضح ہوجانی چاہیئے کہ اگر کوئی چیز مشکلات میں گھری ہوئی ہے تو وہ ان کا اپنا مذہب ہے۔ وہ بھی اس صورت میں اگر وہ کسی مذہب کو مانتے ہیں۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے یہ ایک زندہ، بڑھتا اور پھلتا پھولتا مذہب ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ یہ پوری دنیا میں پھیلے گا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی سعی کے نتیجے میں یہ اکنافِ عالم میں پھیل رہا ہے۔''

حضور انور نے مزید فرمایا:

''یقینی طور پر یہ کسی بھی ملک کے صدر یا لیڈر کو زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی شخصِ واحد کے غلط عمل کو اسلام کا حصہ قرار دے اور ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے مشکلات میں مبتلا ہونے کی گھنٹی بجائے اور یوں عوام الناس کو اسلام کے خلاف بھڑکائے۔''

پھر کارٹونز کی دوبارہ اشاعت کے بارے میں حضور انور نے فرمایا:

''بلاشبہ ایسے کارٹونز کا شائع کرنا ہر سچے مسلمان کے جذبات کو مجروح کرتا ہے۔ اگر یہ ایسی نفرت آمیز چیزیں شائع کرتے رہے اور اپنی مکروہ سرگرمیاں جاری رکھیں تو وہ خود دوسروں کو بھڑکانے والے ہوں گے۔ قانون کی پاسداری کرتے ہوئے ہم ہمیشہ اپنی بہترین صلاحیتوں کے مطابق اسلام کے خلاف اور آنحضرت ﷺ کے کردار پر لگائے جانے والے الزامات کے جواب دیتے ہیں اور ایسا کرتے رہیں گے۔''

حضور انور نے مسلم دنیا کی متحد جوابی کارروائی کی ناکامی کے بارے میں فرمایا:

''اگر مسلم دنیا اس (ہتک آمیز) کارروائی کا مستقل حل چاہتی ہے تو

سب مسلم دنیا کو متحد ہونا ہوگا۔ اگر جملہ مسلم ممالک یک آواز ہو کر آواز بلند کرتے تو فرانس کے صدر کے پاس سوائے معذرت کرنے کے کوئی راہ باقی نہ بچتی اور وہ اپنا بیان واپس لے لیتا۔ بہرحال میں یہاں یہ بات خوب واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کو کم از کم غیر مسلم دنیا کے سامنے متحد ہو کر آواز بلند کرنی چاہیئے۔ پھر دیکھیں کہ کیسا شاندار تاثر اور مثبت تبدیلی رونما ہوتی ہے۔‘‘

حضور انور کا خطبہ جمعہ بہت واضح اور دوٹوک تھا اور غیر مسلم دنیا اس پر تنقید کر سکتی تھی، اس رائے کے جواب میں حضور انور نے فرمایا:

’’مجھے اپنے بیان پر کسی شخص یا ادارے کے ردعمل کا کوئی خوف نہیں ہے۔ میں کسی کی تنقید سے خوفزدہ نہیں ہوں میرا مقصد صرف سچ بولنا ہے۔ ہمیں اپنے مسلمات کے بارے میں بہادری سے کام لینا چاہیئے۔ یاد رکھنا سب کو راضی رکھنا ممکن نہیں ہے۔ کچھ لوگوں کو میرا بیان پسند آئے گا اور کچھ کو نہیں۔ بلاشبہ میرا مقصد آنحضرت ﷺ کی عزت کا دفاع کرنا ہے اور اس لئے بھی تا کہ مغربی لوگوں پر واضح ہو کہ وہ بھی مورد الزام ہیں اور انہیں دیانتداری سے کام لینا چاہیئے اور ایسا ہی مسلم ممالک کو بھی۔‘‘

سوئٹزرلینڈ کی نیشنل مجلس عاملہ سے online ملاقات

اگلے دن سوئٹزرلینڈ کی نیشنل عاملہ سے online ملاقات کا پروگرام تھا جو بہت اچھا رہا اور دوران ملاقات ایک سوال کے جواب میں کہ اگر تیسری جنگ عظیم ہوئی تو احمدیوں پر اس کے کیا اثرات ہوں گے، کے جواب میں حضور انور نے فرمایا:

’’یہ ایک فطری بات ہے کہ اگر خدا نخواستہ تیسری جنگ عظیم ہوئی تو ہماری جماعت کے دوستوں پر بھی اس کے کچھ نہ کچھ بد اثرات ہوں گے۔ اگر ہم اسلام کے ابتدائی دور میں لڑی گئی جنگوں کی طرف دیکھیں تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح کی یقین دہانی کروائی تھی مگر پھر بھی کیا چند صحابہ کی شہادت نہیں ہوئی؟ اس لئے قانون قدرت سے کوئی فرار نہیں۔‘‘

حضور انور نے مزید فرمایا:

’’اس دور میں قدرتی آفات اور وبائیں خدا تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ کے طور پر آرہی ہیں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کے نشان کے طور پر۔ تاہم چند احمدی بھی ان آفات میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ بلاشبہ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے وفا اور خلوص کا تعلق رکھیں تو پھر ان وباؤں میں ہماری جماعت کے متاثرہ لوگوں کی تعداد دوسروں کے مقابل پر بہت کم ہوگی۔ انشاء اللہ۔‘‘

بطور احمدی ساری دنیا کو متنبہ کرنے کے حوالہ سے ہماری ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

’’یقیناً یہ ہمارا فرض ہے بطور احمدی مسلمان کہ لوگوں کو متنبہ کریں کہ ان مصائب و شدائد کی اصل وجہ جو انسانیت کو درپیش ہیں، جن میں جنگیں بھی شامل ہیں یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے دور ہٹتا جا رہا ہے اور خدا کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے میں غفلت برت رہا ہے۔ اگر مستقبل میں کوئی جنگ ہوئی تو دوسروں کو یہ خیال آئے گا کہ ایک جماعت ایسی تھی کہ جو انسانیت کو آنے والے حالات سے آگاہ کرتی رہی ہے اور یوں ممکن ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔‘‘

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاکسار کے خطبہ جمعہ کے انگریزی ترجمہ کے معیار کی تعریف فرمائی اور فرمایا ’’تاہم، میں امید کرتا ہوں کہ یہ تعریفی کلمات تمہیں عاجزی میں بڑھائیں گے کیونکہ تکبر یا بڑائی انسان کے تنزل کا باعث بنتے ہیں۔‘‘

پھر حضور انور نے فرمایا

’’ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے بھی ڈریں۔ ہم نے صرف حق کی بات کرنی ہے۔‘‘

مجلس عاملہ ماریشس سے online ملاقات کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اظہار فرمایا کہ آپ کو لیچی بہت پسند ہے اور یہ کہ ماریشس میں اگر لیچی کے باغات اگائے جائیں تو جماعتی سطح پر بہت نفع کمایا جا سکتا ہے۔ دوران ملاقات خاکسار نے عرض کی کہ ایم ٹی اے کے ایک دوست کا خیال ہے کہ پروگرام This week with Huzoor میں اس حصہ کو edit کر دیا جائے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

’’اس حصہ کو edit کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں میں نے کہا تھا کہ مجھے لیچی پسند ہے اور یہ بھی کہ میرے نزدیک یہ جماعت کے لئے بہت نفع بخش پھل ہے کیونکہ ماریشس میں لیچی بہت شاندار ہوتی ہے۔‘‘

حضور انور نے خاکسار کو مخاطب ہو کر فرمایا:

’’جو میں تمہیں اب کہہ رہا ہوں اسے یاد رکھنا، میں کبھی ایم ٹی اے کو چند الفاظ یا ٹکڑے edit کرنے کی اجازت دیتا ہوں جہاں بے جا کوئی چیز دہرائی جا رہی ہو یا اگر کوئی گرامر کی غلطی ہو یا اگر میری تقریر کے دوران لمبی خاموشی ہو، تاہم میں کبھی کسی حصہ کو دوسروں کے ردعمل کے ڈر کی وجہ سے edit کرنے کی ہدایت نہیں دیتا یا اس غرض سے کہ وہ میرے الفاظ کے بارے میں کیا سوچیں گے۔ اگر کسی کو میرا بیان پسند نہیں آتا یا میرے بیان سے متفق بھی ہے تو یہ اس کا مسئلہ ہے میرا نہیں۔‘‘

امریکہ کے صدارتی انتخابات 2020

خاکسار نے حضور انور سے عرض کی کہ حتمی نتائج جو سامنے آرہے ہیں ان کے مطابق Joe Biden صدر منتخب ہو جائے گا۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’ان کے پولز کیا کہتے ہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، میرے خیال سے الیکشن 50-50 ہے اور اس کے نتائج فوراً واضح نہ ہوں گے۔ قطع نظر اس کے کہ کون جیتتا ہے، امریکہ کے حالات مثبت نہیں ہیں۔ اگر Biden جیت گیا تو Trump اسے قبول نہیں کرے گا اور اس کے حامی سخت غصہ کا اظہار کریں گے اور کچھ انتہا پسند حامی تو ہو سکتا ہے کہ گلیوں میں بھی نکل آئیں۔ اس کا مطلب ہے کہ دونوں پارٹیوں میں منافرت مزید بڑھ جائے گی۔ دوسری طرف اگر Trump جیت گیا تو وہ اسے اپنی پالیسیوں کی کامیابی خیال کرے گا اور زیادہ سخت پالیسیوں پر عمل درآمد کروانے کی کوشش کرے گا جن میں مہاجرین اور اقلیتیں نشانہ پر ہوں گی۔‘‘

6 نومبر 2020 تک الیکشن کے حتمی نتیجہ کا اعلان نہیں ہو سکا تھا۔ دوران ملاقات حضور انور نے فرمایا:

’’میرا خیال ہے کہ کسی خاص مقصد کے تحت الیکشن کے نتیجہ کا اعلان تاخیر کا شکار ہے۔ ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ سٹیٹ گورنرز اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو وقت میسر آجائے کہ اگر حتمی نتائج کے بعد ملک میں خرابی یا افراتفری پھیل گئی۔ مزید برآں اس میں کچھ Trump مخالف افسران کی طرف سے انتقام کا پہلو بھی ہو سکتا ہے، تا کہ وہ Trump کے حوصلہ کا امتحان لے سکیں یہ جانتے ہوئے کہ اسے اس آہستہ اور بلاوجہ تاخیر والی شکست سے سخت نفرت ہوگی۔‘‘

توکل علی اللہ

حضور انور کے دادا جان کا مثالی نمونہ

دسمبر 2020 کے ابتداء میں خاکسار نے حضور انور سے ایک ملاقات کے دوران عرض کی کہ ایم ٹی اے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے بارے میں ایک ڈاکومنٹری تیار کر رہا ہے اور خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک خاتون کے انٹرویو کا بھی ذکر کیا جنہوں نے حضور انور کے دادا جان حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے خدشہ کا ذکر کیا کہ انہیں یہ خدشہ تھا کہ جس کثرت سے آپ پیسے (فی سبیل اللہ) خرچ کرتے ہیں کہیں آپ مقروض نہ ہو جائیں۔ جس پر حضور انور نے اپنے دادا جان حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے بارے میں فرمایا:

’’میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے خدشہ کے بارے میں تو نہیں جانتا، مگر دادا جان بہت سخی اور کھلے دل کے مالک تھے اور اللہ پر بہت زیادہ توکل کرنے والے تھے۔ انہیں ہمیشہ یقین رہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی جملہ مالی ضروریات پوری کرے گا۔‘‘

اپنے دادا جان کا ایک واقعہ سناتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

’’جو ہمارے دادا جان کی زمین کے فارم مینیجر تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ انہوں نے گنے کی فصل کی اچھی خاصی رقم ابا جان کو دی۔ ایک غریب اور چھوٹے کسان نے انہیں یہ رقم لیتے دیکھ لیا اور آپ کے جانے کے وقت وہ کسان سڑک پر آیا اور آپ کو روک لیا۔ اس نے نہایت پتلے مالی حالات کا ذکر کیا اور یہ بھی کہ اس کی بیٹی کی عنقریب شادی ہے اور اس کے پاس شادی پر خرچ کرنے کو کچھ نہیں ہے۔ یہ سننے پر اور ایک لمحہ بھی سوچے بغیر ابا جان نے ساری رقم (600 روپے) جو آپ کے پاس تھی نکال کر اس کو دے دی۔ اور یہ رقم اس زمانہ میں اچھی خاصی تھی۔ یہ آپ کی زندگی کے کئی واقعات میں سے ایک ہے جو آپ کی اعلیٰ سخاوت کو ظاہر کرتا ہے اور بہت سی مثالیں بھی ہیں۔‘‘

پھر حضور انور نے فرمایا:

’’اسی طرح ابا جان 1940 کی دہائی میں یو کے تشریف لائے کسی کام کی غرض سے اور اس دوران آپ نے ایک سیکرٹری رکھ لیا۔ کئی بل جمع ہو چکے تھے اور ایک دن سیکرٹری نے بتایا کہ اس کے پاس بل ادا کرنے کے لئے کوئی رقم نہیں ہے۔ وہ بہت پریشان تھا جس پر ابا جان نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ ہماری ہر طرح کی ضرورت خود پوری کر دے گا۔‘‘

پھر مسکراتے ہوئے حضور انور نے اس واقعہ کو جاری رکھا اور فرمایا:

’’بعد ازاں جب آپ گلی میں باہر نکلے تو ایک اجنبی آدمی نے ابا جان کو دیکھا اور آپ کے چہرے اور شخصیت کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ اس نے آپ کی طرف اشارہ کیا اور بلند آواز میں پکارنے لگا ’بزرگ، بزرگ‘۔ اور ساتھ ہی اس بھلے مانس آدمی نے ابا جان کے ہاتھ میں ایک لفافہ تحفۃً تھما دیا۔ ابا جان نے وہ لفافہ سیکرٹری صاحب کو دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ تمام بلز ادا کرنے کے لئے کافی ہوگا جن کی ادائیگی کے لئے تم پریشان تھے۔ جب اس نے لفافہ کو کھولا تو وہ حیران رہ گیا کہ جس قدر رقم کی ضرورت تھی وہ مہیا ہو چکی تھی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ابا جان کی ضروریات پوری کر دیتا تھا‘۔

تنازعہ بابت خلیفہ اسلام

گزشتہ چند ماہ سے اور خاص طور پر دسمبر 2020 سے مخالفین نے

ایک پروپیگنڈا شروع کیا ہوا تھا کہ google سے خلیفہ اسلام کی سرچ کرتے ہی جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نام اور تفصیل آتی ہے اسے ہٹایا جائے۔ اس حوالہ سے جب خاکسار نے حضور انور سے google اور دیگر ادارہ جات سے بات کرنے کی اجازت چاہی تو حضور انور نے فرمایا:

’’ہاں، تم ان سے رابطہ کرو اور انہیں بتاؤ کہ ہم کون لوگ ہیں اور ہمارے عقائد کیا ہیں اور جس ظلم و تعدی کا ہمیں سامنا ہے۔تم انہیں صاف طور پر بتاؤ کہ اگر وہ انتہا پسندوں کے سامنے جھک گئے تو وہ بھی معصوم احمدیوں پر ظلم میں برابر کے شریک ہوں گے۔‘‘

بعد ازاں خاکسار نے حضور انور سے درخواست کی کہ مجلس خدام الاحمدیہ یوکے سوشل میڈیا پر خلیفہ اسلام کے نام سے ایک مہم چلانا چاہتی ہے جو وہی اصطلاح ہے جس کو حضور انور نے ماضی میں مرکز میں استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

’’وہ (مجلس خدام الاحمدیہ) سوشل میڈیا پر مہم چلائیں مگر انہیں خلیفہ آف اسلام یا Caliph آف اسلام کی اصطلاح استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔صرف اس لئے کہ مخالفین اس اصطلاح کو میرے نام کے ساتھ سے ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں اس اصطلاح کو استعمال کرنا شروع کر دوں۔ میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا ہے کہ میرا ٹائیٹل خلیفۃ المسیح ہے۔میں نے کبھی بھی مسلم امت کی لیڈر شپ کا دعویٰ نہیں کیا۔اگر اس حقیقت کی وجہ سے کہ میں جو بھی کہتا ہوں وہ اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوتا ہے اور قرآن کریم سے ہوتا ہے، کچھ غیر مسلم مجھے اسلام کا خلیفہ کہتے ہیں تو یہ ان کا حق ہے، مگر یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو میں کہتا ہوں یا جسے ہمیں خود فروغ دینا چاہیئے۔‘‘

خدا کی طرف جھکیں

چند دنوں کے بعد، حضور انور نے خاکسار کو فون کر کے ملاقات کا شرف بخشا تاکہ پاکستان میں جماعتی مخالفت اور ایم ٹی اے اور دیگر ویب سائٹس پر پابندی کے حوالہ سے راہنمائی فرمائیں۔ بعد ازاں حضور انور نے ایک شہرت یافتہ فرد کے بارے میں جو جماعتی مخالفت میں دوسروں سے بڑھا ہوا ہے فرمایا:

’’ایک طرف تو وہ شخص آنحضرت ﷺ اور اسلام کی عزت کا دفاع کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔تاہم جس طرح سے وہ اسلام کا دفاع کر رہا ہے وہ نہ تو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے اور نہ ہی آنحضرت ﷺ کی ہدایات کے مطابق ہے۔ بلکہ مجھے ایک ذمہ دار افسر نے بتایا ہے کہ وہ حد درجہ کا کرپٹ آدمی ہے اور اکثر رشوت وغیرہ کے معاملات میں ملوث رہتا ہے اور ایک رائی برابر بھی امانت داری اور دیانتداری سے کام لینے کو تیار نہیں ہے۔‘‘

اس پر خاکسار نے بے اختیار کہا کہ اللہ رحم کرے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا:

’’تم ان پر اللہ کا رحم کیوں مانگتے ہو؟ ایسے لوگوں پر رحم کا وقت گزر چکا ہے بلکہ تمہیں یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ ہم پر رحم کرے اور وہ انہیں تباہ و برباد کرے جو ظلم اور بے انصافی کی تمام حدیں پار کر چکے ہیں۔ ہم کبھی بھی ہتھیار نہیں اٹھائیں گے اور نہ ہی باغیانہ رویہ اپنائیں گے مگر ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے ہو کر انصاف کرے تاکہ ہمارے مخالفین کی ظالمانہ کارروائیوں کا خاتمہ ہو سکے۔‘‘

حضور انور نے مزید فرمایا:

’’یہ لوگ جو ہمارے ساتھ ظلم و تعدی کا سلوک کر رہے ہیں وہ دراصل ’رحمۃ للعالمین‘ کے خطاب کو بدنام کر رہے ہیں۔ درحقیقت احمدی وہ لوگ ہیں جو آنحضرت ﷺ کی توقیر کی خاطر اپنی زندگیوں کی قربانی دے رہے ہیں۔ یہ مادہ پرست لوگ اپنی دنیاوی مال و دولت اور طاقت کے سر پر ہمارے خلاف بے انصافی کو ہوا دے رہے ہیں تاہم انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم اس خدا کو ماننے والے ہیں جو بہترین محافظ اور بہترین مددگار ہے۔‘‘

دوران ملاقات خاکسار نے ایک احمدی دوست کا سوال حضور انور کی خدمت میں پیش کیا کہ کیا حضور انور نے مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

’’حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جنرل ضیاء الحق کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا کیونکہ وہ ذاتی حیثیت میں احمدی مسلمانوں پر ظلم و تعدی کا حکم دے رہا تھا۔ پاکستان کا موجودہ وزیر اعظم ذاتی حیثیت میں کئی طرح سے بے اختیار ہے اور انتہا پسندوں کے اشاروں پر چل رہا ہے۔ اس لئے دونوں حالات ایک جیسے نہیں ہیں اس لئے یہ وقت مباہلہ کا نہیں ہے۔‘‘

سانحہ ارتحال

مکرم لیاقت علی خان صاحب ایک مختصر بیماری کے بعد مورخہ 22 فروری بروز سوموار بعمر 74 سال لاہور میں وفات پا گئے۔ اِنا للّٰہ وَاِنا اِلَیہِ رَاجِعُوْن۔

آپ دواخانہ ’’مفرح حیات‘‘ فلیمنگ روڈ۔ لاہور کے مالک تھے۔ یہ دواخانہ گذشتہ 100 سال سے دوائی ’’خارش دُور‘‘ کی وجہ سے مشہور ہے۔ آپ حکیم یوسف علی خان صاحب بانی دواخانہ کے سب سے چھوٹے فرزند تھے۔ 1962 میں والد صاحب کی وفات کے بعد سے اُن کے بڑے فرزند حکیم نور علی خان صاحب نے 1983 تک یہ مطب چلایا اور اس کے بعد تادم آخریں آپ اس کے نگران رہے۔ آپ ان گنت خوبیوں کے مالک تھے، ہر فرد سے چاہے چھوٹا ہو یا بڑا محبت سے پیش آتے اور ایسے ملتے جیسے ان کا اپنا ہی کوئی عزیز ہو۔ بڑے ہمدرد، ملنسار اور مہمان نواز تھے۔ پیشہ کے لحاظ سے ان کا حلقہ احباب بھی کافی وسیع تھا۔ ان کی دوکان 1953 اور 1974 کے فسادات میں لوٹی گئی لیکن مخالفانہ حالات کا آپ نے بڑی خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا۔ آپ کے پسماندگان میں خاکسار کی ہمشیرہ محترمہ امتہ الکریم صاحبہ دو بیٹے احد یوسف اور ہارون یوسف اور ایک بیٹی عطیہ عنبرین (جو بلجیئم میں مقیم ہے اور وفات سے چند دن پہلے لاہور گئی تھی) کے علاوہ تین پوتیاں، دو نواسیاں اور ایک نواسہ ہے۔

آپ کی تدفین مقامی قبرستان ہانڈو گوجر میں ہوئی۔

احباب جماعت سے مرحوم کی بلندئ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور انکا ہر آن حافظ و ناصر ہو۔ آمین

خاکسار

محمد یوسف بقاپوری

جنرل سیکرٹری۔ جماعت احمدیہ اسلام آباد

تاثرات / آراء

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

محترم ایڈیٹر صاحب الفضل آن لائن،

مصلح موعود نمبر پڑھا۔ ماشاءاللہ اداریے سے لے کر ہر ہر مضمون بہت عمدہ اور معلوماتی تھا۔ الفضل کے خاص نمبر شماروں کا تو ہمیشہ سے بے تابی سے انتظار رہتا ہے اور جب تک مکمل پڑھ نہ لوں چین نہیں ملتا۔ اس بار آپ کی شفقت کی وجہ سے اپنا مضمون مصلح موعود نمبر میں دیکھ کر دگنی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں برکت دے اور ہم سب کو الفضل کو پڑھنے اور اس سے فیض اٹھانے کی توفیق بخشے۔ آمین

والسلام

خاکسار

طاہر احمد

فن لینڈ

عرفان احمد خان۔ نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن جرمنی

فرانس میں مسلمانوں کو ملک کا سیکولر تشخص برقرار رکھنے کے لئے قانون سازی

فرانس جو یورپی یونین کا ایک اہم ملک ہے وہاں مسلمانوں کی تعداد ساٹھ لاکھ سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔ ان میں اکثریت کا تعلق شمالی افریقہ کے ممالک الجزائر، مراکش اور تیونس ہے۔ یہ ممالک فرانس کے زیر اثر رہے اور فرانسیسیوں نے بتدریج ان کو آزاد کیا۔ اس لئے ان ممالک کے شہری عربی کے ساتھ ساتھ اسی روانی سے فرنچ زبان بھی بولتے ہیں۔ گزشتہ چند سالوں میں جب سے اخبار میں شائع کئے جانے کارٹونوں کے خلاف مسلمانوں نے اپنا ردِعمل ظاہر کیا ہے حکومت نے آزادی اظہار کا سہارا لے کر مسلمانوں کے گرد دائرہ تنگ کرنا شروع کر رکھا ہے۔ خصوصاً ایک مسلمان طالب علم کی طرف سے اپنے استاد کو ہلاک کئے جانے کے بعد فرانس کے صدر نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ وہ یہ برداشت نہیں کریں گے کہ مذہب کی آڑ میں لوگوں کا خون بہایا جائے۔ اس موقعہ پر فرانس کے صدر نے مسلمان تنظیموں کو ایک ماہ کی مہلت دی تھی کہ وہ وزیر داخلہ سے ملاقات کر کے امن و امان اور مساجد کے ماحول کو عبادت تک محدود رکھنے کے حوالے سے تحریری یقین دہانی کروائیں۔ اس حوالے سے وزارت داخلہ نے ایک مسودہ بھی جاری کیا۔ اس محدود مدت کے دوران مسلم تنظیموں کے اکابرین ایک مشترکہ لائحہ عمل ترتیب دینے میں ناکام رہے۔ چنانچہ فرانس کی حکومت نے نیشنل اسمبلی میں اب ایک نیا قانون منظور کیا ہے جس کی سمت مسلمانوں کی جانب ہے۔ اس قانون میں مسلمانوں کا نام تو نہیں لیا گیا بلکہ اس قانون کی غرض انتہا پسندی کی روک تھام اور نفرت کا پرچار کرنے والوں کی کڑی نگرانی بتلائی جارہی ہے۔ اس قانون کے حق میں 347 ووٹ پڑے، 151 اراکین اسمبلی نے مخالفت کی جبکہ 65 ممبران ایوان سے غیر حاضر رہے۔ عوامی تنقید سے بچنے کے لئے حکومت کہہ تو یہ رہی ہے کہ اس اقدام کا مقصد فرانس میں رہنے والی تمام قومیتوں کے افراد کو فرانسیسی اقدار میں شامل کرنا مقصود ہے۔ اس قانون کے بعد فرانس میں رہنے والے ہر شہری کو خود کو سیکولر تشخص کے ساتھ ہم آہنگ کرنا ہوگا۔ اس قانون کے بننے کے بعد اب عبادت گاہوں کو قوم پرستی اور دوسرے ممالک کی حکومتوں کی حمائت کے لئے استعمال نہیں کیا جاسکے گا۔ انتہا پسند عقیدے کو فروغ دینے والی تنظیموں، عبادت گاہوں کی کڑی نگرانی کی جائے گی۔ حکومت کو یہ اختیار حاصل ہوگیا ہے کہ مذہبی تنظیموں پر پابندی لگا دے یا عبادت گاہوں کو بند کردے اور کسی بھی ایسے مذہبی رہنما کو جو فرانسیسی اقدار کے خلاف بات کرے یا لوگوں کو اکسائے اس کو معزول کر دے یا ملک بدر کر دے۔ مذہبی تنظیموں اور عبادت گاہوں کو بیرون ملک سے آنے والی امداد کا حساب رکھنا ہوگا اور کوئی بھی امداد جو دس ہزار یورو سے زیادہ مالیت کی ہو اس کو فوراً حکومت کے نوٹس میں لانا ہوگا۔ حکومتی ترجمان کے مطابق اب تک ترکی، قطر، سعودی عرب سے جو پریکٹس جاری تھی اب اس قانون کے بننے کے بعد اس کو ڈسپلن کا پابند کر دیا گیا ہے۔ مذہبی تنظیموں کے اکاؤنٹ اور کھاتوں کی جانچ پڑتال اب حکومت کرے گی اور مذہبی تنظیموں کی مالی شفافیت کے نئے اصول بنائے جائیں گے جس کی پابندی کرنا لازمی ہوگا۔ جو مذہبی تنظیمیں فرانس کی حکومت سے مالی معاونت کی طالب ہوں گی ان کو لکھ کر دینا ہوگا کہ وہ فرانس کی لبرل اور روشن خیال پالیسی کی حمایت کرتی ہیں۔ بلا اجازت سکول قائم کرنے پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ شادی سے پہلے کنوارے پن کا ٹیسٹ کروانا یا کنوارے ہونے کا سرٹیفکیٹ مہیا کرنا یا مطالبہ کرنا قابل گرفت ہوگا جس کی سزا مقرر کی جائے گی۔ زبردستی کی شادیوں کی حوصلہ شکنی کے لئے حکومتی اداروں کو اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ مرد اور عورت کا انٹرویو کر کے چاہیں تو تسلی کرلیں کہ یہ رشتہ والدین نے زبردستی تو طے نہیں کروایا۔ ایک سے زائد شادیاں کرنے والوں کو فرانس میں رہائش کا اجازت نامہ اب نہیں دیا جائے گا۔ سوئمنگ پولز پر خواتین اور مردوں کے لئے علیحدہ علیحدہ اوقات مقرر نہیں کئے جائیں گے۔ کسی سرکاری ملازم کی نجی معلومات کسی دوسرے کو بتانا یا سرکاری ملازم کے خلاف کسی دوسرے فرد کو اکسانا بھی قابل گرفت جرم ہوگا۔ کوئی بھی شخص، افراد یا تنظیم جو اس قانون کی خلاف ورزی کرے یا دوسروں کو خلاف ورزی پر مائل کرے اس کو پانچ سال قید اور 75 ہزار یورو تک جرمانہ کیا جاسکتا ہے۔

سرکاری اعداد و شمار کے مطابق فرانس میں 2015 سے اب تک مسلمان شدت پسندوں کی طرف سے کی جانے والی کارروائیوں میں ڈھائی سو سے زیادہ افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ حکومت کو امید ہے کہ اس نئے قانون کے نافذ العمل ہونے کے بعد مذہبی عبادت گاہوں میں دی جانے والی انتہا پسندانہ تعلیم اور رویوں کو روکنے میں مدد ملے گی۔ جبکہ مسلمان تنظیموں کی رائے ہے اس طرح مسلمانوں کو بطور خاص نشانہ بنانے سے فرانسیسی عوام اور مسلمانوں کے درمیان خلیج بڑھے گی۔ ہمارا تعلق فرانسیسی کالونیوں سے ہے اور ہم فرانسیسی کلچر سے خوب واقف ہیں۔ چند شدت پسند جو ہر مذہب اور سوسائٹی میں ہوتے ہیں کو بنیاد بنا کر ساٹھ لاکھ مسلمانوں کو متاثر کرنے والے فیصلے کرنا محض وقتی سیاسی فائدے اٹھانے کے لئے ہے۔ فرانس جو ایک سیکولر ملک ہے اس میں مذہبی کارڈ کا استعمال کسی طرح بھی ملک کے لئے فائدہ مند نہیں ہے۔ ساٹھ لاکھ مسلمانوں کے بچے سیکولر سکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ بچے فرانس کا مستقبل ہیں۔ ایسے قوانین بچوں کے ذہنوں میں تفریق کو جنم دیں گے۔ بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ فرانس کے صدر نے جو ایک ماہ کی مہلت مسلم اکابرین کو گفت و شنید کے لئے دی تھی اس سے فائدہ نہ اٹھا کر مسلمانوں نے خود اس تکلیف دہ قانون کی راہ ہموار کی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ فرانس میں اب کوئی ایسا واقعہ روح پذیر نہیں ہونا چاہیے جو انسانی ہلاکتوں کا باعث ہو۔ اب یہ بھی امکان ہے کہ فرانس کی تقلید میں یورپی یونین کے دیگر ممالک بھی اس طرح کی قانون سازی کی طرف متوجہ نہ ہو جائیں کیونکہ یورپ کے دیگر ممالک میں بھی انتہا پسندانہ سوچ رکھنے والی دائیں بازو کی سیاسی پارٹیاں مقبول ہو رہی ہیں اور مسلمانوں کو جکڑ کے رکھنا ان سب پارٹیوں کے منشور کا حصہ ہے جس کا اظہار سیاسی جلسوں میں کھل کر کیا جاتا ہے۔

فرانس کے حالیہ قانون کے خلاف دنیا کے 13 ممالک سے تعلق رکھنے والی 36 غیر سرکاری تنظیموں نے اقوام متحدہ کے دفتر برائے انسانی حقوق میں اپیل دائر کی ہے کہ اقوام متحدہ اس قانون کو بنیادی حقوق کی خلاف ورزی قرار دے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام مسلمان ممالک، مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم او آئی سی و دیگر مسلمان این جی اوز بھی اٹھ کھڑے ہوں اور دنیا کے 13 ممالک کی 36 غیر سرکاری تنظیموں کا ساتھ دیں تا کہ ایک بھرپور قوت کے ساتھ فرانس کی طرف سے کی جانے والی ناانصافی کا مقابلہ کیا جاسکے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ہماری فتح قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم کے فضائل کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’اگر ہمارے پاس قرآن نہ ہوتا اور حدیثوں کے یہ مجموعے ہی مایۂ نازِ ایمان و اعتقاد ہوتے، تو ہم قوموں کو شرمساری سے منہ بھی نہ دکھا سکتے۔ مَیں نے قرآن کے لفظ میں غور کی۔ تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے لائق کتاب ہو گی جبکہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اس وقت اسلام کی عزت بچانے کے لئے اور بطلان کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہو گی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی۔ فرقان کے بھی یہی معنی ہیں۔ یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی اور کوئی حدیث کی یا اور کوئی کتاب اس حیثیت اور پایہ کی نہ ہو گی۔ اس لئے اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کریں۔ بڑے تأسّف کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا وہ اعتناء اور تدارس نہیں کیا جاتا جو احادیث کا کیا جاتا ہے۔ اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے اس نور کے آگے کوئی ظلمت نہ ٹھہر سکے گی‘‘۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 386 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

یہاں ایک وضاحت بھی کر دوں کہ گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حدیث کو ترک کرو اور قرآن کو پڑھو۔ لیکن دوسری جگہ فرمایا ہے کہ احادیث اگر قرآن کریم کے تابع ہیں تو ان کو لو اور دوسریوں کو ردّ کرو صرف احادیث کے اوپر نہ چلو۔ (ماخوذ از ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 454)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ’’قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے پیغمبر خدا ﷺ کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتدا میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا‘‘۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 409 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس آج بھی ہماری فتح قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور احمدیت کے غلبہ کے نظارے ہمارے نزدیک تر کرے۔

(خطبہ جمعہ 11 ستمبر 2009ء)

(الفضل انٹرنیشنل جلد 16 شمارہ 40 مورخہ 2 اکتوبر تا 8 اکتوبر 2009ء صفحہ 5 تا صفحہ 8)

اخلاق کامل

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

’’آنحضرت ﷺ کے حق میں فرمایا ہے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ تو خلق عظیم پر ہے۔ اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اس چیز کے انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس سے یہ مطلب ہوگا کہ جہاں تک درختوں کے لئے طول و عرض اور تناوری ممکن ہے وہ سب اس درخت میں حاصل ہے۔ ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاق فاضلہ و شمائل حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامّہ نفس محمدی میں موجود ہیں۔ سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجے کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ آنحضرت ﷺ کے حق میں فرمایا وکان فضل اللہ علیک عظیما۔ یعنی تیرے پر خدا کا سب سے زیادہ فضل ہے اور کوئی نبی تیرے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہی تعریف بطور پیشگوئی زبور باب 45 میں آنحضرت ﷺ کی شان میں موجود ہے جیسا کہ فرمایا کہ خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطّر کیا۔‘‘

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 ص 606)

صفات خدائی کے مظہر اتم

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

’’ہمارے سید و مولیٰ جناب مقدس الانبیاء ﷺ کی نسبت صرف حضرت مسیح نے ہی بیان نہیں کیا کہ آنجناب ﷺ کا دنیا میں تشریف لانا درحقیقت خدائے تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہے بلکہ اس طرز کا کلام دوسرے نبیوں نے بھی آنحضرت ﷺ کے حق میں اپنی اپنی پیشگوئیوں میں بیان کیا ہے اور استعارہ کے طور پر آنجناب ﷺ کے ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دیا ہے بلکہ بوجہ خدائی کے مظہر اتم ہونے کے آنجناب ﷺ کو خدا کر کے پکارا ہے۔ چنانچہ حضرت داؤدؑ کے زبور میں لکھا ہے۔ ’’تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے لبوں میں نعمت بٹائی گئی اس لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا (یعنی تو خاتم الانبیاء ٹھہرا) اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔ امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبال مندی سے سوار ہو کر تیرا داہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائے گا۔ بادشاہ کے دشمنوں کے دلوں میں تیرے تیر تیزی کرتے ہیں۔ لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہیں۔ اے خدا تیرا تخت ابد الآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔ تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی ہے اسی لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا ہے۔‘‘

(توضیح مرام۔ روحانی خزائن جلد 3 حاشیہ ص 65 تا 66)

طلوع وغروب آفتاب

08 مارچ 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:19	18:28
مدینہ منورہ	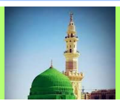	05:20	18:28
قادیان		05:27	18:31
ربوہ		05:06	18:11
اسلام آباد ٹلفورڈ	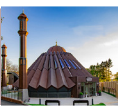	05:03	17:56